عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۳ | ۱۴ تا ۲۰ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مارچ ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۱۱

ایک سچے مسلمان کا کردار

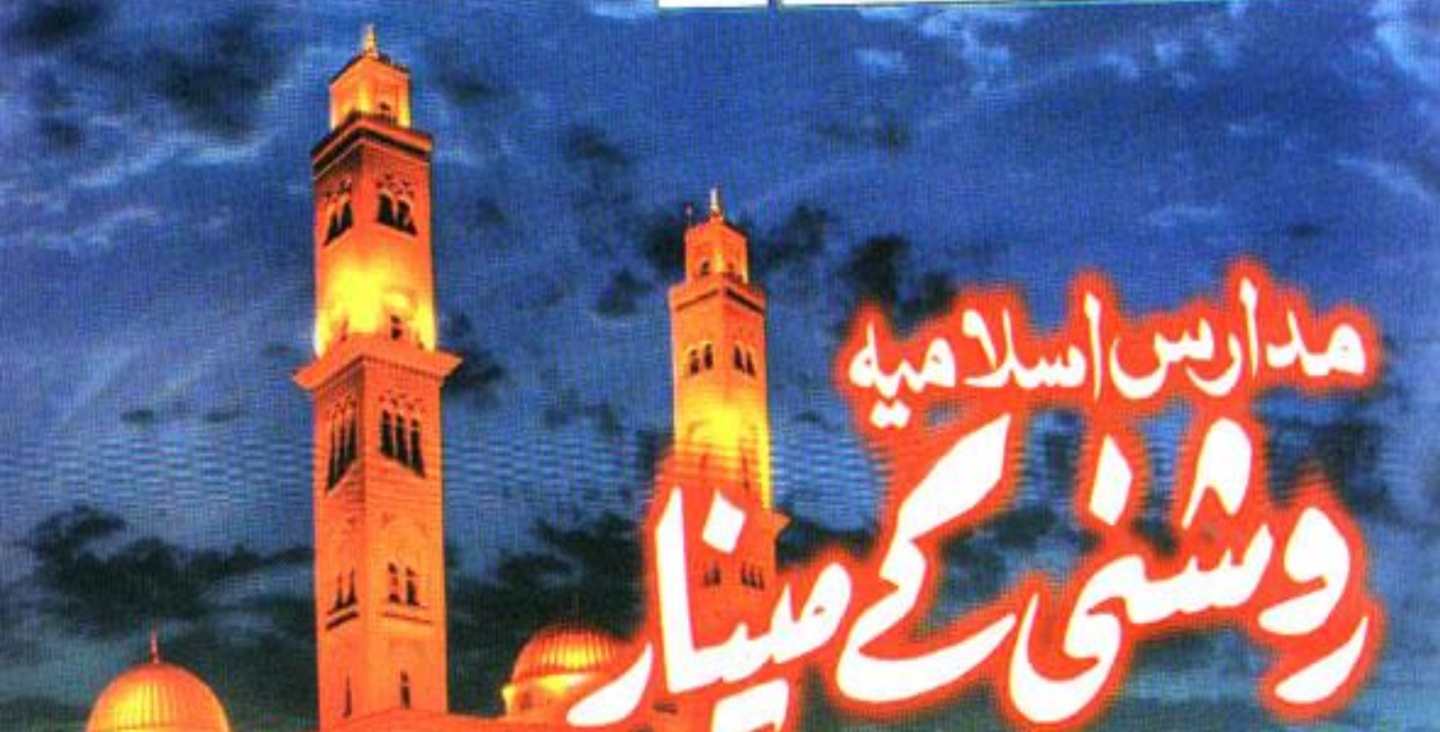

مدارس اسلامیہ روشنی کے مینار

قادیانیوں کی مظلومیت کی کہانی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

نماز میں خشوع وخضوع

ابومحمد ہارون جالندھری، کراچی

س:...... نماز میں رکوع کے بعد اور دونوں سجدوں کے درمیان کس قدر ٹھہرنا چاہئے؟ بعض لوگ جلدی جلدی نماز پڑھ لیتے ہیں کیا اس طرح نماز ہوجاتی ہے؟

ج:...... نماز نہایت اطمینان اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنی چاہئے، رکوع کے بعد اطمینان کے ساتھ سیدھا کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا واجب ہے، اگر اس قدر جلدی کی گئی کہ ایک بار تسبیح کہنے کے بقدر بھی نہیں ٹھہرا، تو ایسی صورت میں نماز واجب الاعادہ ہوگی۔

نماز کے دوران منہ میں کھانے کے ذرات کا حکم

س:...... اگر وضو کرنے کے بعد کوئی چیز کھالی یا کھانا کھایا اور پھر نماز پڑھنے لگا اور نماز کے دوران منہ میں کھانے کا ذائقہ محسوس ہوا یا تھوک کے ساتھ کچھ منہ میں چلا جائے تو کیا نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

ج:...... کھانے کے بعد نماز پڑھنے سے پہلے منہ صاف کرلینا چاہئے، نماز کے دوران اگر کسی چیز کا ذائقہ منہ میں محسوس ہو مگر کھانے کے ذرات وغیرہ نہ ہوں تو نماز ہوجاتی ہے، اگر کھانے کے کچھ ذرات منہ میں موجود ہیں اور وہ ایک درمیانہ چنے کے بقدر ہیں، ان کو نگل لیا جائے تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

روحوں کا دنیا میں آنا

س:...... کیا مرنے کے بعد روحیں دنیا میں اپنے عزیز واقارب سے ملنے آتی ہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ روحیں جمعرات کو لوٹ کر اپنے گھروں کو آتی ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

ج:...... نیک روحوں کا مقام علیین ہے، جہاں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے ٹھہرتی ہیں، وہ دنیا میں کیوں آنا چاہیں گی اور بری روحوں کا مقام سجین ہے، جہاں وہ عذاب اور آزمائش میں مبتلا ہوں گی، وہاں سے جان چھڑا کر وہ دنیا میں کیونکر آسکتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ سے منسوب اشیا میں احتیاط کی ضرورت

س:...... ربیع الاول کے مہینہ میں خواتین گھروں میں میلاد کراتی ہیں اور بعض جگہوں پر میلاد کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی مٹی دکھائی جاتی ہے اور کچھ بال بھی دکھائے جاتے ہیں، یہ اشیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، ان سب کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

ج:...... ان باتوں میں سچائی ذرا مشکل ہے، کیونکہ اس بارے میں لوگوں نے اپنی طرف سے بہت کچھ گھڑ لیا ہے جو کہ موضوع، من گھڑت اور جھوٹ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”جو شخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے، وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔“ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بات یا کسی چیز کے منسوب کرنے میں شدید احتیاط کی ضرورت ہے۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد — مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — علامہ احمد میاں حمادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ — ۱۴ تا ۲۰/جمادی الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/مارچ ۲۰۱۴ء — شمارہ:۱۱

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ایک سچے مسلمان کا کردار!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
مدارس اسلامیہ... روشنی کے مینار	۷	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!(۳)	۱۰	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قادیانیوں کی مظلومیت کی کہانی	۱۴	مولانا محمد راشد گورکھپوری
تحریک ختم نبوت میں مشائخ تونسہ شریف کی خدمات(۲)	۱۷	مولانا عبدالعزیز لاشاری
تحفظ ختم نبوت کے لئے آگے بڑھے	۲۱	مولانا ابراہیم حسین
خوش نصیب بھائی!	۲۳	مولانا محمد علی صدیقی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی: ۲۲۵روپے، سالانہ: ۴۵۰روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ایک سچے مسلمان کا کردار!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حالات، واقعات، حکومتی وزرا اور مشیروں کے بیانات سے یہی محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کی فورسز شمالی وزیرستان اور قبائلی علاقوں میں آپریشن کے لئے ایک مرتبہ پھر ان کی طرف رُخ کر رہی ہیں اور شاید ان سطور کے چھپ کر آنے تک کئی ایک جگہ آپریشن کا آغاز ہو چکا ہوگا۔ کسی کو معلوم نہیں کہ یہ آپریشن کب تک ہوگا اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ اس لئے کہ اس سے پہلے بھی ان علاقوں میں آپریشن کے نام پر کئی مرتبہ یلغار ہو چکی ہے اور ہر مرتبہ دونوں طرف سے کشت وخون، گھروں، بستیوں اور آبادیوں کی تباہی وبربادی کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آیا۔

ظاہر ہے آپریشن کے نام پر جب دونوں طرف سے یلغار ہوگی، گولہ بارود کا استعمال ہوگا تو نامعلوم اس میں کتنے بے گناہ افراد، جن میں بچے، بوڑھے، مرد اور عورتیں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے، کتنا ایسے ہوں گے جو زندگی بھر مفلوج، اپاہج اور اپنے قیمتی اعضا سے محروم ہو جائیں گے اور کتنا ایسے ہوں گے جو اس آپریشن کے خوف سے اپنے گھروں اور علاقوں کو چھوڑ کر در بدر کی ٹھوکریں کھائیں گے اور کس مپرسی کا شکار ہوں گے۔ سوچنا چاہئے کہ یہ تمام خاندان اور قبائل جب اس طرح کی صورت حال سے دوچار ہوں گے تو کیا ان کے دلوں میں حکومت پاکستان، فورسز اور شہری آبادیوں کے بارہ میں کوئی نرم گوشہ رہے گا اور وہ اسلحہ اٹھا کر اپنے دلوں میں پائے جانے والے غم وغصہ کی آگ کو ٹھنڈا کرنے اور اپنے پیاروں کے لاشے اُٹھانے کی وجہ سے انتقام کے جذبات سے لبریز نہ ہوں گے؟

ہر ایک جانتا ہے کہ فوج کشی کبھی کسی مسئلے کا حل نہیں رہا۔ اسلام آباد میں بیٹھنے اور رہنے والوں نے ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان میں بسنے والی آبادی کے مسائل، شکایات اور ان کے جائز مطالبات کو بھی گفت وشنید سے طے کرنے کی بجائے قوت وطاقت کے استعمال اور فوجی یلغار سے ان کو دبانے اور خاموش کرانے کی پالیسی پر عمل کیا اور نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ وہ مشرقی پاکستان کی بجائے اب بنگلہ دیش بن چکا ہے۔ بنگلہ دیش میں بسنے والے ہمارے مسلمان بھائی ہونے کے باوجود ان کے دلوں میں مسلّم پاکستانی افواج، عوام اور حکومت پاکستان کے بارہ میں ایسی نفرت بیٹھ گئی ہے کہ ان کا نام سنتے ہی ان کے چہروں پر بل آجاتے ہیں اور ان کا چہرہ مارے نفرت سے متغیر ہو جاتا ہے۔

یہ طالبان جن کے خلاف حکومت آپریشن کرنے جارہی ہے، کیا اس نے اطمینان سے بیٹھ کر کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ یہ تو وہ لوگ تھے جو ہماری دفاعی لائن تھے، روس کے خلاف پاکستان کی ڈھال بن کر صف اول میں یہی لوگ کھڑے تھے۔ انہوں نے صرف افغانستان کو ہی روس کے تسلط اور جبری قبضے سے نہیں چھڑایا، بلکہ انہوں نے نامساعد حالات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی جان، مال اور کاروبار کی قربانی دیتے ہوئے سرخ ریچھ سے پنجہ آزمائی کر کے اس سے پاکستان کو ہڑپ

کرنے سے بھی بچایا تھا۔ آج وہ ہم سے ناراض کیوں ہیں؟ ان کے ساتھ کیا ظلم ہوا؟ کیا ناانصافی ہوئی؟ اور وہ کیوں اپنے کلمہ گو بھائیوں کے خلاف اسلحہ تان کر کھڑے ہوگئے؟

ہماری دانست میں تو صرف یہ بات آتی ہے کہ اُس وقت چونکہ صرف دو ہی طاقتیں تھیں: روس اور امریکہ۔ امریکہ نے روس کے تسلط اور یلغار کو روکنے اور ان کے سامنے بند باندھنے کے لئے افغانستان کی عوام اور مجاہدین کی مدد کی۔ روس کی شکست اور ناکامی کے بعد جب طالبان نے افغانستان پر اسلامی حکومت قائم کرلی تو اب امریکہ کو کل کے مجاہدین اور آج کے طالبان کھٹکنے لگے۔ ادھر امریکہ افغانستان پر نیٹو کی معیت میں پنجے گاڑ کر بیٹھ گیا اور ان آزاد قبائل میں بسنے والے افراد کے خلاف پاکستانی حکومتوں سے مختلف بہانوں اور ناموں سے آپریشن کرائے گئے، تاکہ روس جیسی سپر طاقت کو شکست دینے والی افرادی قوت وطاقت کو توڑا جائے اور ان آپریشنوں کے ذریعہ اُن کو نیست ونابود کیا جائے اور آج بھی کچھ قوتیں بالواسطہ یا بلاواسطہ پاکستان اور بیرونِ پاکستان اسی کام پر لگی ہوئی ہیں اور وہ یہی کام کررہی ہیں۔ یہ حالیہ آپریشن بھی اسی سلسلہ کی کڑی معلوم ہوتا ہے۔

حکومتوں، ان کے وزیروں، مشیروں اور بہی خواہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ ان بے مقصد آپریشنوں اور اپنوں کے خلاف صف آرائی میں کتنا اسلحہ ضائع ہوا، کتنا سرمایہ خرچ ہوا، کتنا ہمارے فوجی جوان اس میں شہید ہوئے، کتنا پولیس، رینجرز اور دوسری سیکورٹی فورسز کے اہلکاروں کی جانیں نچھاور ہوئیں اور کتنے ہمارے کلمہ گو بھائی اس بے مقصد بدامنی اور غارت گری میں زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے اور کتنا ایسے ہیں جو زندگی اور موت کی کش مکش میں مبتلا کئے گئے؟ اور ابھی تک وہ اسی کس مپرسی اور بدحالی کی کیفیت سے گزر رہے ہیں۔

بینات کے انہیں صفحات میں بار بار کہا گیا کہ قبائلی علاقے کی تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے کبھی قوت وطاقت اور اسلحے کے زور پر کسی کی غلامی قبول نہیں کی اور نہ ہی وہ آج کسی کی غلامی قبول کریں گے۔ قبائلی عوام خالصتاً مسلمان ہیں، اسلام کو ہی اپنی زندگی کا مقصد اور کامیابی کی کلید سمجھتے ہیں۔ آج بھی وہ اسی کا مطالبہ کررہے ہیں اور اسی پر انہوں نے مذاکرات کی میز سجائی ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ بڑے بھائی کی طرح بڑائی کا ثبوت دیتے ہوئے ان کے سروں پر ہاتھ رکھے، ان کے گلے شکوے دور کرے اور جو مذاکرات شروع کئے گئے تھے، ان کو نیک نیتی اور خلوصِ دل سے اس وقت تک آگے بڑھایا جائے، جب تک کہ اس جاری بدامنی اور خانہ جنگی سے عوام کو نجات نہ مل جائے۔ یہ وقت اپنی قوت وطاقت کو منوانے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کا نہیں، بلکہ حکمت عملی سے حالات کو سدھارنے اور غیروں کی طرف سے لگائی گئی گولہ بارود کی آگ کو بجھانے کا ہے۔

دانشور اور صاحب بصیرت حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ حکومت کو چاہئے کہ وہ باریک بینی اور دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے ایسے افراد اور گروہوں پر نظر رکھے جو طالبان کا لبادہ اوڑھ کر طالبان کو بھی بدنام کررہے ہیں اور پاکستان کی سالمیت کے خلاف بھی کام کررہے ہیں، جیسا کہ اخبارات میں یہ خبریں چھپ چکی ہیں کہ ملک دشمن طالبان کے نام پر ملک میں گھناؤنی کارروائیاں کررہے ہیں۔

حکومت کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ آج کے حالات میں بین الاقوامی طور پر بھی اور پڑوسی ممالک کے اعتبار سے بھی پاکستان کی دوستوں سے زیادہ دشمنوں کی تعداد بڑھ چکی ہے۔

بھارت نے آج تک پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا اور آئے دن اس کی ریشہ دوانیاں اور کارستانیاں بڑھ رہی ہیں۔ اخبارات کے صفحات اور حکومتی اہل کاروں کے بیانات اس کے ثبوت کے لئے کافی ہیں۔ بلوچستان میں خلفشار کے پیچھے بھارت، اسرائیل اور امریکہ کی کرم فرمائیاں علیحدگی پسندوں پر دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ افغانستان کا صدر کرزئی پاکستان کو آنکھیں دکھا رہا ہے۔ ایران بھی دھمکی آمیز لہجے میں بات کررہا ہے۔ ان حالات میں بھی اگر پاکستان اپنے اندر اپنے ہی لوگوں کے خلاف جنگ چھیڑ دیتا ہے تو سوائے نقصان کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اللہ کرے کہ ایسا نہ ہو، ورنہ بتانے والے بتاتے ہیں کہ آپریشن ... پاکستان کی اندرونی جنگ پاکستان کو کمزور کرنے اور توڑنے کا ایک منصوبہ ہے جو پاکستان دشمنوں نے بہت پہلے مناسب وقت اور مناسب حالات کے انتظار میں تیار کر رکھا

ہے اور حکومت کو اسی کی طرف دھکیلنے کی ہر طرف سے پوری محنت اور کوشش کی جارہی ہے۔ ولا فعل اللہ ذالک۔

ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس طرح ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے، اسی طرح اختلاف رائے کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ حکومت اور طالبان کے درمیان بیسیوں اختلاف ہوسکتے ہیں اور ہیں، لیکن دونوں کو چاہئے کہ وہ اس بات کا عہد کریں کہ اسلام اور پاکستان کی سالمیت کا تحفظ ہر اختلاف ونزاع سے بالاتر ہے۔ اور دونوں کو چاہئے کہ وہ ثابت کریں کہ ہمیں ایک دوسرے سے خواہ کتنا شکوے اور شکایات ہوں، لیکن بحمداللہ! دونوں مسلمان اور محب وطن ہیں، اس لئے دونوں کو چاہئے کہ اسلام اور اسلامی مملکت کے تحفظ کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوں اور کسی کو اسلام، اسلامی اقتدار اور ملکی سالمیت کے خلاف میلی آنکھ سے دیکھنے کی اجازت نہ دیں۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف سب کو معلوم اور شہرۂ آفاق ہے، لیکن جب عین معرکہ کارزار میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو نصرانی بادشاہ کا خط ملا، جس میں اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آپؓ کو اپنی حمایت کی پیشکش کی تھی، آپؓ نے سفارتی آداب کو نظر انداز کرتے ہوئے اُسے جواب تحریر فرمایا:

”واللّٰہ لئن لم تنته وترجع إلی بلادک یا لعین! لأصطلحن أنا وابن عمی علیک ولأخرجنک من جمیع بلادک ولأضیقن علیک الأرض بما رحبت. فعند ذلک خاف ملک الروم وانکف....۔“

(البدایہ والنہایہ ج:۸ ص:۱۱۹)

”یعنی اللہ کی قسم! اگر تو باز نہیں آئے گا اور اپنے علاقہ کی طرف واپس نہیں جائے گا تو اے لعین! میں اور میرے چچا کے بیٹے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) تیرے خلاف باہم صلح کرلیں گے اور میں تجھے تیرے علاقوں سے نکال دوں گا اور زمین کے فراخ ہونے کے باوجود میں اُسے تم پر تنگ کردوں گا۔ تو اس پر شاہِ روم ڈر گیا اور باز آگیا.....۔“

یہ ہے باہمی اختلاف میں ایک سچے مسلمان کا کردار! اور یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ جو لوگ باہمی رنجش کی بنیاد پر اسلامی مملکت کو اعدائے اسلام کا تر نوالہ بناکر ملت فروشی کی قیمت وصول کرتے ہیں، تاریخ انہیں بغداد کے ابن علقمی، بنگال کے میر جعفر اور دکن کے میر صادق ایسے ”ننگ قوم، ننگ دین وننگ وطن“ غداروں کی صف میں جگہ دیتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر جرم کو معاف کردیتا ہے، مگر دو جرائم ایسے ہیں جن کو وہ اپنی حلیمی وستاری کے باوجود معاف نہیں کرتا: ایک ظلم وستم اور حقوق العباد کی حق تلفی اور دوسرے ظاہر وباطن کا اختلاف یعنی جس طرح کسی کی حق تلفی کرنے والا کبھی خدائی گرفت سے نہیں بچ سکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر اُسے اس کے ظلم کا مزہ چکھا کر چھوڑتا ہے۔ اسی طرح اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دینا اور ظاہری طور پر ”اسلام اسلام“ پکارنے کے باوجود اسلام سے بے اعتنائی برتنا بھی بہت بڑی وعید کا سبب ہوگا۔ جو حاکم وقت، عالم دین یا عوام میں سے کوئی فرد صرف زبانی اسلام کا دعویٰ کرتا ہے، مگر دل سے اسلام کی بالادستی نہیں چاہتا، نہ اپنے اختیارات، طاقت اور وسائل اسلام کی بالادستی وسربلندی کے لئے استعمال کرتا ہے، اُسے بھی دنیا میں بہت سی آزمائشوں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا سامنا ہوگا۔

اس لئے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے کسی درجہ میں اقتدار واختیار کی نعمت بخشی ہے، وہ اگر اس نعمت کو خلق خدا کے حقوق پامال کرنے میں صرف کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے کمزور بندوں کو اپنے ظلم وستم اور جور وجبر کا نشانہ بنائیں گے، انہیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑ رہے، بلکہ خود اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھود رہے ہیں اور جو لوگ مسلمان ہونے کے باوجود اسلام اور اس کی مقدس تعلیمات سے نہ صرف روگردان ہیں، بلکہ اس کی مخالفت میں کوشاں ہیں، انہیں اپنے خالق ومالک کی گرفت سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

مدارسِ اسلامیہ......روشنی کے مینار

مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی

مسلمانوں کی تعلیم و تربیت میں دینی مدرسہ بڑی اہمیت رکھتا ہے اس کی اہمیت اور قدر و قیمت کا اندازہ اس دنیا کی زندگی میں آپ لوگوں کو اور ہم لوگوں کو پوری طرح نہیں ہوسکتا، یوں سمجھئے کہ مدرسہ روشنی کا ایک مینار ہے روشنی کا مینار بھی آپ اتنا نہیں سمجھیں گے جتنا سمجھنا چاہئے، اس لئے کہ یہاں ہماری آبادیوں میں روشنی کے مینار نہیں ہوتے، لیکن سمندری مقامات پر جہاں ساحل سے ۴۰، ۵۰ میل کے فاصلے سے جہاز گزرتے ہیں تو اندھیرے میں جہاز رانوں کو نظر نہیں آتا اور پتہ نہیں ہوتا کہ کہاں پانی اور خشکی جدا ہوتی ہے اور کہاں کہاں چٹانیں پانی کی سطح سے قریب ہیں، جن سے ان کے جہاز ٹکرا جائیں گے اور تباہ ہو جائیں گے تو وہاں پر روشنی کے مینار قائم کئے جاتے ہیں تاکہ ان کی رہبری ہو سکے اور جہاز خطروں سے بچ سکیں اور اپنی راہ پر ٹھیک سے چل سکیں۔

اس چیز کو سامنے رکھئے، اس کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے یہ مدرسے روشنی کے مینار ہیں، ان سے لوگوں کو روشنی ملتی ہے، راہ ملتی ہے اور لوگ کفر و شرک کے خطرات سے محفوظ رہتے ہیں، کفر اور شرک کا خطرہ ایسا خطرہ ہے کہ جہاز کے ساحل سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ جانے کا خطرہ اس سے کم ہے، جہاز اگر چٹان سے ٹکرائے گا تو زیادہ سے زیادہ ٹوٹ جائے گا اور اس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے بہت سے مر جائیں گے اور بہت سے کسی نہ کسی طریقہ سے بچ جائیں گے۔ لیکن کفر اور شرک کی چٹانوں سے جو ٹکرائیں گے تو ان کی عاقبت تباہ ہو جائے گی۔

آخرت کا اندازہ عام طور پر لوگ نہیں کرتے، اس لئے کہ وہ ہمارے سامنے نہیں ہے جو چیز ہمارے سامنے ہوتی ہے ہمیں اس کی فکر بہت ہوتی ہے، اگر کوئی ہمارا مخالف، ہمارا دشمن ہمارے سامنے کھڑا ہے جس کو ہم جانتے ہیں کہ ہمارا دشمن ہے تو ہم اس سے زیادہ ڈرتے ہیں، بہ نسبت اس دشمن کے جس کو ہم دیکھ نہیں رہے ہیں، یہی بات آخرت کی ہے کہ آخرت کے جو خطرات ہیں، آخرت کی جو حالت ہے اور جس سے ہم کو واسطہ پڑتا ہے، چونکہ ہمیں آخرت نظر نہیں آرہی ہے، اس لئے ہم اس کی اہمیت کو پوری طرح سمجھتے نہیں، اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی محدود مدت کی رکھی ہے اور اس کو دار الامتحان بنایا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا اور فرمایا کہ ”تم اور تمہاری نسلیں اگر اچھے عمل کریں تب جنت میں واپس جائیں گے اور اگر اچھے عمل نہیں کریں گے تو جنت میں نہیں جاسکتے“ تو آدم علیہ السلام کو یہاں دنیا میں اتارا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ تم بغیر دیکھی ہوئی چیز کو کس طرح مانتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کے متعلق اور آخرت کے متعلق، جزا اور سزا کے متعلق اپنے نبیوں کے ذریعہ سے تفصیل بتائی ہے، ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ چیزیں نہیں دیکھی ہیں، دیکھ لیں تو آنکھوں کی بینائی چلی جائے۔

آخرت اتنی طاقتور اور عظیم چیز ہے کہ دنیا میں اگر اس کی ایک جھلک ظاہر ہو جائے تو دنیا اس کو برداشت نہیں کر سکتی، وہ ایسی طاقت اور ایسی نورانیت ہے، ایسا نور ہے کہ اس کے سامنے کوئی چیز ٹک نہیں سکتی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ ہم آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو! یہ پہاڑ ہے ہم اس کے سامنے اپنی ذرا سی جھلک ظاہر کرتے ہیں اگر یہ پہاڑ ہماری جھلک کو برداشت کرلے تو تم بھی برداشت کر سکو گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک جھلک سی ظاہر فرمائی تو پہاڑ پھٹ گیا اور جل کر کوئلہ ہو گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے تو آخرت کی چیز ہمارے سامنے اس دنیا میں ظاہر نہیں ہو سکتی، اس زندگی میں ہم اس کا تحمل نہیں کر سکتے، ہمارے پاس وہ طاقت نہیں ہے جو آخرت کی چیز کو دیکھ سکے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو پردوں میں رکھ دیا ہے، اپنے فرشتے کے ذریعہ سے اپنے رسول کے اوپر وہ باتیں نازل فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنی امت کو بتایا، اتنے واسطوں سے چیز آئی تب ہم اس کو برداشت کر پا رہے ہیں۔

قرآن مجید حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنایا، آپ ؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو سنایا، صحابہ کرامؓ کے ذریعہ سے اور لوگوں کو پہنچایا، اس طریقہ سے ہم تک اللہ کا کلام پہنچا، اگر اللہ کا کلام اپنی اصلی حالت میں ظاہر ہو جائے تو یہ دنیا برداشت نہیں کر سکتی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت کی چیزوں کو مخفی رکھا ہے، پردوں کے پیچھے رکھا

ہے کہ انسان اس کو جھیل نہیں سکتا، اس کو برداشت نہیں کرسکتا، لیکن اس کا حکم دیا ہے کہ تم ان کو جان تو لو، تمہیں ان کا علم تو ہونا چاہئے تاکہ تم اس مصیبت میں نہ پڑو، جس مصیبت میں تم پڑ سکتے ہو۔

مرنے کے بعد دوسرا عالم شروع ہوجائے گا، اور دوسرے عالم میں وہ چیزیں ظاہر ہوجائیں گی جو اس عالم میں ظاہر نہیں ہوتیں، وہاں کا نظام اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ اگر اچھے عمل ہیں تو آدمی اس نظام کی نعمتوں اور راحتوں کے لائق قرار پائے گا، اچھے عمل نہیں تو وہاں کی سزا اور عذاب کا مستحق قرار پائے گا، مصیبت جھیلے گا، عذاب میں مبتلا ہوگا، اس لئے ہمیں ان چیزوں کی فکر کرنی چاہئے جو ہم کو آخرت میں آرام دینے والی ہیں اور ان چیزوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے، جن سے آخرت میں ہم کو مصیبت پیش آسکتی ہے،، ان ہی باتوں کو بتانے کے لئے یہ مدرسے قائم کئے جاتے ہیں، اسی کی بنا پر یہ مدرسے ایمان اور عمل صالح کے لئے روشنی کے مینار ہیں، یہ دکھاتے رہتے ہیں، بتاتے رہتے ہیں کہ دیکھو! یہ کفر ہے، یہ شرک ہے، یہ اللہ کی نافرمانی ہے اور یہ اللہ کی فرمانبرداری ہے تاکہ انسان آخرت کی تباہ کن چٹانوں سے بچ سکے۔

یہ جہاز جو انسان کی زندگی کے لئے ایمان کا جہاز ہے، یہ ان چٹانوں سے بچ سکے جن چٹانوں سے اس کو سامنا ہے، ان چٹانوں سے بچنے کے لئے ہمیں روشنی کے مینار کی ضرورت ہے اور یہ روشنی کے مینار ہمارے یہ مدرسے ہیں، ان کو دیکھئے تو بیچارے بڑے معمولی بالکل غریبوں کے اور ایسے جیسے مفلوک الحال لوگوں کی چیزیں ہوتی ہیں، اسی طرح یہ معلوم ہوتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ کیا بیچارے مدرسے اور کیا مدرسہ کے پڑھانے والے اور کیا مدرسے کے طالب علم، دیکھئے تو کوئی ان کی حیثیت نہیں معلوم ہوتی، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے جب بچ جائیں گے تب معلوم ہوگا کہ ان کی کیا اہمیت تھی؟ انشاء اللہ دینی تعلیم حاصل کرکے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو جان کر اور خطرات کو سمجھ کر کہ کیا چیز تباہ کرنے والی ہے اور کیا چیز آباد کرنے والی ہے؟ کس طریقہ سے ہم مصیبت سے بچ سکتے ہیں؟ کفر وشرک کی چٹانوں سے کس طرح ہم اپنے جہاز کو بچاکے نکال سکتے ہیں؟ جب یہ چیزیں ان کو معلوم ہوں گی اور یہ اپنی زندگی کو ان کے مطابق ڈھالیں گے اور کفر وشرک کی چٹانوں سے اپنے ایمان کے جہاز کو بچاکے نکال لے جائیں گے تو اس وقت لوگوں کو پتہ چلے گا کہ کون کامیاب ہے؟ کون ناکام ہے؟ کون اچھا ہے، کون بُرا ہے، ان معمولی لوگوں کو جب اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہوگی اور یہ آخرت میں کامیابی اور نجات کی منزل پر پہنچیں گے تو

ہمارے یہ مدرسے روشنی کے مینار ہیں، ان سے لوگوں کو روشنی ملتی ہے، راہ ملتی ہے اور لوگ کفر وشرک کے خطرات سے محفوظ رہتے ہیں، کفر اور شرک کا خطرہ ایسا خطرہ ہے کہ جہاز کے ساحل سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ جانے کا خطرہ اس سے کم ہے۔

وہ لوگ جو ایمان وعمل صالح کو نہ جانتے ہیں اور نہ ان پر عمل کرتے ہیں، لیکن بہت عیش وآرام کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں اور اس دنیا میں ان کا طوطی بولتا ہے اور ان کو دیکھ کر لوگ عش عش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش! ہم کو یہ چیز مل جائے، اس وقت ان کو پتہ چلے گا کہ کون کامیاب ہے اور کون ناکام ہے؟ کون بچ گیا اور کون تباہ ہوگیا؟ اور اس وقت رونے سے بھی کام نہیں چلے گا اور دہائی دینے سے بھی کام نہیں چلے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ وہاں اگر تم پکڑے گئے تو پھر تمہارے نہ رونے سے کام چل سکتا ہے اور نہ دہائی دینے سے کام چل سکتا ہے جو کچھ کرنا ہے یہاں کرنا ہے، یہاں کی تیاری ہی سے وہاں کام چلے گا، وہاں تیاری کا موقع نہیں ہوگا، وہاں تو یہاں کے عمل کی جزا یا سزا ہی بنے گی، انعام بنے گا یا عذاب بنے گا، جو جیسا ہے وہاں اسی کے مطابق اس کو چیز ملے گی، پھر وہاں پر اس کا موقع نہیں ہوگا کہ اچھا ہم تیاری کرلیں، اچھا ہم تلافی کرلیں، اچھا ہم کچھ کرلیں، وہاں اس کا موقع نہیں ہوگا۔

تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم کو یہ معلوم ہو کہ کیا خطرہ ہے؟ کیا خطرہ نہیں ہے؟ کس چیز میں کامیابی ہے؟ کس چیز میں ناکامی ہے؟ کس چیز میں آبادی ہے؟ کس چیز میں بربادی ہے؟ پہلے ہم یہ جان لیں، آپ کو معلوم ہو کہ آپ کو فلاں جگہ جانا ہے، مثلاً آپ کو امریکا جانا ہے تو لوگ آپ کو مشورہ دیں گے کہ امریکا آپ جو جائیں گے تو وہاں آپ کو فلاں فلاں چیزیں ملیں گی، ان کے لئے آپ یہاں تیاری کرکے جائیے، فلاں چیز لے جائیے تاکہ وہاں آپ کو دشواری نہ ہو، فلاں چیز لے جائیے وہاں وہ چیز نہیں ملتی تاکہ آپ آرام کے ساتھ رہ سکیں تو آپ وہ سب چیزیں لے جائیں گے، آپ کو یاد ہوگا کہ شروع میں جب حج کو لوگ جایا کرتے تھے تو باقاعدہ ہدایت دی جاتی تھی کہ دیکھو! چھتری لے کے جانا وہاں بڑی سخت دھوپ ہوتی ہے، چھتری بہت ضروری ہے، دیکھو! تم فلاں چیز لے کر جانا، اس کی وہاں ضرورت پڑے گی اور حج کرنے والا خود بھی پوچھتا تھا کہ کیا کیا لے جائیں؟ تاکہ وہاں ہم کو دشواری نہ ہو، جب آپ کہیں سفر کرتے ہیں، کہیں جاتے ہیں اور معلوم ہو کہ وہاں سخت جاڑا پڑ رہا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ بھئی دیکھو! بستر لے جانے میں بھول نہ ہو، ورنہ وہاں جاکے تمہیں جاڑا لگے گا اور تم پریشان ہوگے، جنوبی ہندوستان میں

سردی بہت کم ہوتی ہے اور شمالی ہندوستان میں بہت ہوتی ہے، جنوبی ہند کے لوگ جانتے ہی نہیں کہ سردی کیا چیز ہوتی ہے؟ مدراس کے لوگ ہیں ان کو سردی سے واسطہ ہی نہیں پڑتا، ہم ندوہ کی بات کر رہے ہیں، لوگ آتے رہتے ہیں، مدراس سے کوئی آدمی جاڑے میں آ گیا اور وہ سادہ سادہ سا کرتا پہن کے آ گیا، اس کو اندازہ ہی نہیں تھا، اب یہاں پہنچ کر جب اس کو سردی سے واسطہ پڑا تو بیچارہ کانپ رہا ہے اور گھبرا رہا ہے اور جلدی جلدی جا کے یہ سوئٹر خرید رہا ہے، یہ خرید رہا ہے اور وہ خرید رہا ہے اور کسی طریقہ سے اپنے کو بچا رہا ہے، اس لئے کہ وہاں سے وہ انتظام کر کے نہیں آیا ہے، وہاں سے نہ کوٹ لایا، نہ کمبل لایا اور نہ سوئٹر لایا تو اب پریشان ہو رہا ہے، جب آدمی کہیں جاتا ہے تو اس کا سامان لے کر جاتا ہے کہ ہمیں فلاں فلاں چیزوں سے سابقہ پڑے گا، یورپ لوگ جاتے ہیں تو سردی کا بڑا زبردست سامان لے کر جاتے ہیں کہ وہاں بڑی سردی ہوگی تو اسی طرح کہیں بھی آپ جائیں وہاں کے جیسے حالات ہیں، وہاں کے جو تقاضے ہیں، ان کو سامنے رکھنا پڑے گا اور اگر آپ نہیں رکھیں گے تو وہاں جا کر پریشان ہوں گے، اگر وہ پریشانی موت تک پہنچا سکتی ہے تو آدمی موت تک پہنچ جاتا ہے تو اس دنیا کے اندر یہ سب چیزیں ہوتی ہیں، ان کو دیکھ کر آدمی عبرت حاصل کر سکتا ہے۔

آخرت میں جب اس کو جانا ہے، ایک دن اس کی آنکھ کو بند ہونا ہے اور ہم سب دیکھتے ہیں کہ اس دنیا میں جو بھی آیا ہے، وہ یہاں کبھی رہ نہیں پاتا، ایک عمر گزار کر اس کو یہاں سے جانا ہی پڑتا ہے، جو پیدا ہوا ہے اس کو مرنا ہے، یہ اسی روز طے ہو جاتا ہے جس روز وہ پیدا ہوتا ہے، یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ اس کو مرنا ہے، کب مرنا ہے؟ تھوڑی مدت معلوم ہے عموماً کہ اتنی مدت کے بعد عام طور پر آدمی مر جاتا ہے، سو سال کے اندر ہی سارا حساب بے باق ہو جاتا ہے، شاید لاکھوں میں کوئی سو سے اوپر جاتا ہو، ورنہ سب کو معلوم ہے کہ اسی محدود مدت میں آدمی چلا جائے گا، لیکن کہاں جائے گا؟ اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہمیں کہاں جانا ہے؟ اگر اس سے ہم غفلت برتیں گے تو جہاں جانا ہے وہاں کی مصیبت جھیلنی پڑے گی، وہ مصیبت کتنی سخت ہے اس کا اندازہ اس دنیا کی زندگی میں نہیں کیا جا سکتا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ بتایا ہے کہ جب قیامت کا دھماکا ہوگا، جب تباہی ہوگی، پہاڑ پھٹ جائیں گے، ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، اس طرح اڑنے لگیں گے جیسے روئی کے گالے ہیں اور زمین شق ہو جائے گی اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا اور ایسی تباہی آئے گی جس کو انسان سوچ نہیں سکتا، اس کے خوف اور دہشت سے دودھ پلانے والی عورت بچہ کو دودھ پلانا بھول جائے گی اور عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس دن کی فکر کرو، یہ سب ہونے والا ہے، قیامت آئے گی تو وہ تباہی مچے گی کہ تم سوچ نہیں سکتے اور اس وقت تم کچھ کر نہیں سکتے، اگر تمہارے عمل اچھے نہیں ہیں تو وہ تباہی تم کو تباہ کر کے چھوڑے گی۔

> مرنے کے بعد دوسرا عالم شروع ہو جائے گا، اور دوسرے عالم میں وہ چیزیں ظاہر ہو جائیں گی جو اس عالم میں ظاہر نہیں ہوتیں، وہاں کا نظام اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ اگر اچھے عمل ہیں تو آدمی اس نظام کی نعمتوں اور راحتوں کے لائق قرار پائے گا۔

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰی وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰی وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ۝" (الحج:۲،۱)

مصیبت سے نجات پانے کے لئے موت بھی نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخرت کی زندگی میں موت نہیں ہے، جو بھی مصیبت ہوگی جھیلتے رہنا پڑے گا، ہمیشہ ہمیش جھیلتے رہنا پڑے گا، ختم ہونے ہی میں نہیں آئے گی۔ "لا یموت فیھا ولا یحیی"

آج یہاں ہمارے پیٹ میں درد اٹھتا ہے تو پندرہ منٹ گزارنا مشکل ہو جاتا ہے، پندرہ منٹ معلوم ہوتا ہے کہ پورا دن گزر گیا، ذرا سی تکلیف جسم میں کہیں ہوتی ہے تو اس کو جھیلنا آدمی کے لئے مشکل ہو جاتا ہے، خدانخواستہ ایسی تکلیف جو نہ ختم ہونے والی ہو، مسلسل چلے اس کو انسان کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے وہاں موت نہیں رکھی، اس دنیا کی زندگی میں تو یہ ہے کہ تکلیف بہت زیادہ ہو تو آدمی مر جاتا ہے، چھٹی مل جاتی ہے، لیکن آخرت میں یہ بھی نہیں ہے، تو قرآن مجید اور حدیث شریف میں بار بار ڈرایا گیا ہے کہ دیکھو! جہاں تم جا رہے ہو وہاں کیا پیش آنے والا ہے؟ جیسے روشنی کا مینار جہاز کو بتاتا ہے کہ ادھر سے بچ کے جانا چاہئے، ادھر نہ آنا چاہئے، ورنہ تباہ ہو جائے گا، اسی طرح ہمارے یہ مدرسے روشنی کے مینار ہیں جو بتاتے ہیں اور ایسے لوگ پیدا کرتے ہیں جو یہ بتا سکیں کہ دیکھو کہاں خطرہ ہے؟ ادھر جاؤ ادھر نہ جاؤ، یہ کرو، یہ نہ کرو اور دیکھو! فلاں چیز کی تیاری کر لو، فلاں چیز کے لئے احتیاط کر لو، تاکہ تم مصیبت میں نہ پڑو، تمہاری خیر خواہی میں بتا رہے ہیں، تمہارے فائدے کے لئے بتا رہے ہیں کہ دیکھو یہ کر لو، ورنہ تمہیں تکلیف ہوگی اور جب تکلیف ہوگی تو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا، دیکھو اس بات کی احتیاط کر لو، دیکھو! یوں کرو۔

(جاری ہے)

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی قیادت میں پاکستان کے علماء ومشائخ کا ایک ۳۰ رکنی وفد ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو "شیخ الہندؒ امن عالم کانفرنس" میں شرکت کی غرض سے بھارت گیا تھا۔ اس یادگار سفر کی روئیداد اور اپنے مشاہدات وتاثرات وفد کے ایک معزز رکن شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قلم بند فرمائے ہیں۔ افادۂ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہیں۔

تیسری قسط

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

سہارن پور میں حاضری:

وائے عاشقی! میں کہاں کہاں سے گزر گیا۔ چلئے واپس چلتے ہیں۔ سرہند شریف سے چل کر آگے قافلہ کی منزل سہارنپور تھی۔ شیخ الحدیث برکت العصر حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے جانشین حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی کے ہاں حاضری تھی اور عشائیہ تھا۔ سرہند شریف سے چلے۔ راستہ میں انبالہ سے گزرے۔ مغرب بھی کسی پٹرول پمپ پر حضرت قائد محترم کی امامت میں پڑھی۔ عشاء کے بعد سہارنپور پہنچے۔ میرے مخدوم حضرت مولانا سید محمود میاں نے راستہ میں بتایا کہ سہارنپور کا اصل نام شاہ ہارون پور تھا۔ وہ اس شہر کے بانی تھے۔ زمانہ گزرنے سے شاہ ہارون پور سے سہارنپور ہوگیا۔ اس طرح آپ نے بتایا کہ لاہور میں گیٹ "مستی گیٹ" ہے۔ اس کا اصل نام مسجدی گیٹ تھا۔ اس گیٹ کے ساتھ مسجد ہے۔ مسجد کو پنجابی میں مسیت کہتے ہیں۔ تو مسیتی گیٹ ہوا۔ پھر آگے چل کر "مستی گیٹ" ہوگیا۔

سہارن پور میں والہانہ استقبال:

رات عشاء کے بعد سٹی سنٹر میں واقع حضرت شیخ الحدیثؒ کے مکان پر حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری استاذ الحدیث، ناظم مظاہر علوم کی سربراہی میں مدرسہ کا عملہ، منتہی طلباء اور خواص استقبال کے لئے جمع تھے۔ ایک ایک گاڑی مکان کے دروازہ پر لگتی، مہمان اترتے۔ مصافحہ ومعانقہ ہوتا۔ مہمان گھر کی طرف روانہ ہوتے پھر دوسری گاڑی لگتی۔ جب ہماری گاڑی لگی فرنٹ سیٹ سے مولانا امجد خان اترے۔ استقبال ہوا۔ اس کے بعد فقیر نے دروازہ کھولا۔ اترنے کے لئے سنبھلا۔ گاڑی سے سر نکالا تو مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری نے پہچان لیا۔ بڑی محبت سے اعلان کرتے ہوئے خوب زور زور سے فرمارہے ہیں: "لو ہمارے مولانا اللہ وسایا بھی آگئے۔" اب طلباء اور اساتذہ نے فقیر کو گھیر لیا۔ حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی سے ملے۔ فقیر ابھی بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ ایک دفعہ پھر ارتعاش پیدا ہوا کہ میر کارواں قائد محترم حضرت مولانا فضل الرحمن تشریف لائے۔ حضرت مولانا طلحہ کاندھلوی نے بازو آپ کے گلے میں حمائل کئے۔ اس منظر کو دیکھ کر محبت کے مارے آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ اب تمام آچکے تو حضرت مولانا محمد شاہد صاحب نے مجھے فرمایا کہ رائیونڈ سے واپسی پر "احتساب قادیانیت" کی باون جلدیں لیکر آیا تھا۔ بارہ ہزار جہاز والوں کو کتاب کا کرایہ دینا پڑا۔ لیکن مکمل سیٹ لیکر آیا تھا۔ آج وہ سیٹ طلباء کو مطالعہ کے لئے جو ختم نبوت پر تخصص کررہے ہیں، ان کو دیا تھا۔ آپ کا تذکرہ وتعارف ہوا۔ گھنٹہ بھر کتاب کا تعارف ہوا۔ معلوم بھی نہیں تھا کہ آپ آج آئیں گے۔ آپ کو دیکھا تو دل باغ باغ ہوگیا۔

قارئین! قدرت کی طرف سے اس مرکز علم وفضل میں یہ وقیع کلمات فقیر کے لئے انعام الٰہی تھا۔ جب طلباء نے استاذ محترم کے اس خصوصی کرم کو دیکھا تو فقیر سے انہوں نے بھی محبت فرمائی۔ فقیر مارے ندامت کے وضو کا بہانہ کرکے مکان کی شرقی سائیڈ پر علیحدہ ہوگیا۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کے مکان کا نقشہ:

قارئین یہ حضرت شیخ الحدیثؒ کا مکان ہے۔ آج ہم وہاں ہیں جہاں حضرت گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا یحییٰ کاندھلویؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت قاری محمد طیبؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، بانی تبلیغ مولانا محمد الیاسؒ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ سے لے کر مولانا ہارون تک سید [illegible] اللہ شاہ

بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ سے لے کر مولانا سید اسعد مدنیؒ تک، غرض برصغیر کی کوئی اہم دینی وعلمی شخصیت ایسی نہیں جس نے یہاں قدم نہ ٹکائے ہوں۔ آج وہاں اس اعزاز کے ساتھ حاضری، بھلا تصور تو کریں؟ وہی مکان، میرے خیال میں ایک اینٹ کا بھی اضافہ نہیں ہوا۔ وہی پرانا دستی ہینڈ پمپ (نلکا) بس دیکھتے ہی رہ گیا۔ دیوانوں کی طرح محو حیرت ہوں۔ وضو سے فارغ ہوا۔ مولانا محمد شاہد صاحب نے پھر پکارا ادھر آیئے! فقیر جہاں کھڑا تھا بیٹھ گیا۔ وہ مسکرا کر خاموش ہوگئے۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی رش سے بچنے کے لئے فقیر کے قریب ہوئے۔ دسترخوان لگا۔ برکتوں اور محبتوں کا پرتو لئے ہوئے تھا۔ کھانا سے فارغ ہوئے۔ حضرت مولانا طلحہ کاندھلوی مدظلہ سے اطمینان سے مصافحہ ہوا، دعائیں لیں اور مسجد آگئے۔ یہ محلّہ کی جامع مسجد جہاں سالہا سال حضرت شیخ الحدیثؒ نے اعتکاف کیا۔ اس قدیم مسجد میں مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے امامت کرائی۔

قائد جمعیت کا جامع ومختار خطاب:

سنن ونوافل، وتر سے فارغ ہوئے تو حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب نے اعلان کیا۔ تمام اساتذہ طلبا منبر کے قریب جمع ہوگئے۔ اچھا بھلا جلسہ کا سماں بن گیا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے علم، علماء، طالب علم، کتاب، مدرسہ، حدیث، مسند حدیث، حضرت شیخ الحدیث غرض اتنی مربوط وجامع گفتگو کی جو خیر الکلام یا کلام الملوک کا مصداق تھی۔ جامع ومختار خطاب پر اہل علم جھوم جھوم اٹھے۔ یہاں مجھے مولانا قاری محمد عبداللہ بنوں والے بہت یاد آئے، جو فرماتے ہیں کہ مولانا فضل الرحمٰن خطاب کے لئے کھڑے ہوں تو لگتا ہے کہ آپ کے سامنے کتاب کھل جاتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ دلیل کی دنیا میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ دعا کے بعد زیارت ومصافحہ والوں نے آپ کو گھیر لیا۔

مظاہر علوم میں شعبہ تخصص ختم نبوت میں حاضری:

گاڑیوں میں بیٹھنے کے بجائے مسجد ومدرسہ کی وسیع وعظیم خوبصورت عمارت سے نکلے تو سڑک کے اس پار "شیخ الحدیث منزل" تھی۔ جو کئی منزلہ اور فن تعمیر کا شاہکار، نئی، چمکدار اور آب دار۔ وہاں چائے پی تو مولانا راشد صاحب گورکھپوری نے تعارف کرایا۔ جو تخصص ختم نبوت کے شعبہ میں مدرس ہیں۔ اپنی کلاس تخصص میں لے گئے۔ کتابوں کو دیکھا۔ پاکستان میں شائع شدہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جملہ اہم کتب موجود تھیں۔ "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" جسے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے حکم پر تخریج کرکے مجلس نے ملتان سے شائع کیا تھا۔ اس پاکستانی نسخہ کا عکس ہندوستان میں طبع کیا گیا ہے۔ اسے دیکھا تو گمان نہیں، یقین ہونے لگا کہ حق تعالیٰ فقیر کی بخشش ضرور فرمائیں گے۔ خیر کیا عرض کروں۔ بہت خوشی ہوئی۔ اتنے میں حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری تشریف لائے۔ بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا۔ مبارک باد دی۔ وفد چلا گاڑیوں میں بیٹھا۔ حسرت بھری نظروں سے مظاہر العلوم کے جاہ وجمال، بزرگوں کی محنت اور ان کے قدموں کے نشان پر خود کو کھڑا پاکر جو مسرت حاصل ہوئی، اسے سمیٹتے ہوئے گاڑیوں میں کیا بیٹھے۔ بس بٹھا دیئے گئے۔

دار العلوم دیوبند کی طرف روانگی:

گاڑیاں چلیں تو سامنے دار العلوم دیوبند جانے والی سڑک، پشت کی جانب مظاہر العلوم۔ ہاں قبلہ! وہ مظاہر جسے حضرت مولانا احمد علی شارح بخاریؒ، محدث سہارنپوریؒ نے قائم کیا۔ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کے شاگرد حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بھی تھے۔ اس ماحول سے کیونکر رخصتی ہوئی؟ کیفیات بیان کروں۔ کروں بھی تو کیسے؟

دیوبند کی طرف روانگی:

کل سے انڈیا میں پھر رہے ہیں اور اب رات گئے دیوبند جارہے ہیں۔ حضرت مولانا سید محمود میاں، حضرت مولانا سید محمد میاں ناظم عمومی، جمعیت علماء کے پوتے ہیں۔ آپ کا خاندان آگے چل کر حاجی عابد حسین سے جاملتا ہے۔ جو دار العلوم دیوبند کے بانی رکن تھے۔ مولانا سید محمود میاں نے حالات وواقعات سہارنپور و دیوبند کے تذکروں پر مشتمل سنائے۔ گاڑیاں شہر کے وسط سے چلی تھیں۔ نکلتے نکلتے پورے شہر کا نظارہ ہوگیا۔ گویا حضرت شیخ الحدیثؒ کی آپ بیتی کا دیدار ہوگیا۔ وہ ریلوے سٹیشن جہاں سے حضرت مدنیؒ اتر کر آرہے ہیں۔ اور پھر یوں سڑک کے راستے رائے پور جارہے ہیں۔ وائے عاشق! میں کیا بیان کروں؟ کیا ترک کروں؟ دن بھر متحرک رہے تھے۔ اب آرام دہ گاڑی میں بیٹھے اندھیری سڑک پر سفر، لیکن دھکوں سے مزا۔ تو پتہ نہیں کہ کب آنکھ لگ گئی۔ خوب آرام ہوا۔

دار العلوم دیوبند میں ہزاروں علما وطلبا کا استقبال:

اب نعرے لگنے سے بیدار ہوا۔ آنکھ کھولی تو جی ٹی روڈ پر دار العلوم دیوبند کا بورڈ سامنے، دار العلوم کا مدنی گیٹ۔ ہزاروں طلباء استقبال کررہے ہیں۔ تل دھرنے کو جگہ نہیں۔ سنا ہے دار العلوم میں بارہ ہزار طالب علم پڑھتے ہیں۔ اب خود سوچئے کہ ۳ منٹ کا سفر ایک گھنٹہ میں ہوا۔ گاڑی کا شیشہ نہ کھولا کہ مصافحے شروع ہوگئے۔ تو کچومر نکل جائے گا۔ ۳ منٹ کا سفر ایک گھنٹہ میں۔ یہ بمبئی کے "روزنامہ صحافت" کے ایک مضمون میں شائع ہوا۔ جو اب بھی انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

دار العلوم کے مہمان خانہ میں وفد کا قیام:

جامع مسجد الرشید دار العلوم دیوبند سے مدنی گیٹ، قدیم مسجد کے بغل میں واقع سڑک سے پار

مہمان خانہ کے سامنے گاڑیاں باری باری آتی گئیں تو جب ہم اترے بہت دوستوں نے محبت سے ہاتھ بڑھائے۔ حضرت مولانا سید محمود مدنی سے نیاز مندانہ محبت بھرا مصافحہ ہوا۔ مہمان خانہ کی لفٹ سے دوسری منزل پر گئے تو ایک صاحب شاہ عالم گورکھپوری کہہ کر بغل گیر ہوئے۔ ہاں! یہ تو میرے پرانے محسن ومخدوم۔ ان سے عرض کیا کہ گاڑیوں سے سامان آجائے تو کتابوں کے دو کارٹن آپ اٹھالیں۔ میرا بوجھ کم ہو۔ ایسے ہوا۔ فقیر فارغ، ایک چھوٹا سا بیگ جس میں تین جوڑے، ایک شاپر جس میں دوائیاں، جنگی پروگرام، تو فارغ ہوگئے۔ اب کمرے الاٹ ہونے لگے۔ ہمارے کمرہ میں مولانا امداداللہ کراچی، مولانا مفتی غلام الرحمن پشاور، ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا عبدالقیوم ہالیجوی، مولانا قمر الدین، مولانا عبدالواسع بلوچستان، مولانا رشید احمد لدھیانوی رحیم یار خان، فقیر راقم، آٹھ افراد ایک کمرہ میں ہوں گے۔ مولانا عطاء الرحمن نے نام پڑھے جس کا نام آتا گیا اٹھتے گئے اور خواب گاہ میں میزبانوں نے پہنچا دیا۔ مولانا رشید احمد اور مولانا عبدالواسع کے درمیان فقیر راقم کا پلنگ تھا۔ وہاں بیٹھا ہی تھا۔ ایک نوجوان بہت محبت سے بغل گیر ہوا۔ معانقہ کے دوران اس نے بتایا کہ میرا نام جنید ہے۔ یہ مولانا جنید صاحب تراث الاسلامی شعبہ کمپیوٹر کے سینئر ساتھی اور مولانا شاہ عالم صاحب مدظلہ کے دست راست ہیں۔ ان سے بہت اُنس ہوا۔ لگتا ہے کہ عالم ارواح کی مانوسیت کام آگئی۔ یا یہ کہ اکثر ای میل ان کے ذریعہ ہوتا ہے۔ وہ تعارف کام آگیا۔ بہرحال بہت ہی ذہین ساتھی ہیں۔ اتنے میں ایک اور ساتھی آگے بڑھے۔ مولانا شاہ عالم صاحب نے فرمایا کہ یہ اردو سے تمام کتب ورسائل ہندی میں ترجمہ کے ماہر ہیں۔ وہ بھی محبت واخلاص سے ملے۔

دارالعلوم کا مختصر تعارف:

اب مولانا شاہ عالم صاحب نے فرمایا کہ صبح کا کیا نظم ہے؟ فقیر نے عرض کیا صرف دو دن ہیں۔ تھانہ بھون، گنگوہ، نانوتہ، رائے پور، جلال آباد جانے کو دل کرتا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ منظوری مل جائے گی۔ اس پر بہت خوشی ہوئی۔ فقیر نے عرض کیا کہ دارالعلوم دیوبند مدرسہ میں ہی اب تین مساجد ہیں۔ مسجد چھتہ، مسجد قدیم، مسجد الرشید۔ الرشید وسیع وعریض، خوبصورتی میں بے مثال اور فن تعمیر کا شاہکار اور دنیا کی خوبصورت مساجد میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس کے تہہ خانہ میں اس وقت دارالحدیث عارضی قائم ہے۔ اس وقت بارہ صد طلباء دورہ حدیث شریف میں شامل ہیں۔ مسجد قدیم سے مراد دارالعلوم دیوبند کی وہ مسجد ہے جو دارالعلوم کے طلباء کے لئے بنائی گئی۔ سو سال سے زائد عرصہ میں یہاں کون کون سے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں نے سر نیاز جھکایا۔ رہی مسجد چھتہ تو یہ وہی مسجد ہے جہاں ایک استاذ ملا محمود اور ایک شاگرد محمود حسن نے انار کے درخت کے نیچے دارالعلوم دیوبند مدرسہ کی تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز کیا تھا۔ دیوبند قصبہ اب آکسفورڈ کی طرح مدارس وجامعات کا مرکز بن گیا ہے۔ ہر گلی میں دینی مدرسہ اور ہر موڑ پر مسجد آپ کو نظر آئے گی۔ ملا محمود استاذ اول کی مسجد ومزار بھی چلتے ہوئے دیکھا۔ وہاں بھی مدرسہ قائم ہے۔

دیوبند میں بزرگوں کے مزارات پر حاضری:

خیر فقیر نے مولانا شاہ عالم صاحب سے عرض کیا کہ کوئی ساتھی صبح نماز سے پہلے مجھے یہاں مہمان خانہ سے وصول کرلے۔ ان مساجد میں سے کسی ایک میں نماز ہوجائے، پھر دیوبند میں بزرگوں کے مزارات پر جانے کا عمل شروع ہوجائے۔ مولانا جنید صاحب نے فرمایا کہ صبح آپ کو میں لے کر جاؤں گا۔ پہلے مسجد میں نماز پڑھیں گے۔ پھر زیارات کے لئے چلنا ہے۔ چلیں! اب سو جائیں۔ ایک بجے رات سے بھی اوپر وقت ہوگیا تھا۔ تمام کمرہ کے حضرات گہری نیند میں تھے۔ فقیر بھی سونے کے لئے دراز ہوا۔

۱۳؍دسمبر:

صبح اذانوں سے قبل جاگ ہوگئی۔ وضو کرکے تیار ہوئے تھے کہ مہمان خانہ کے خادم کشمیری چائے لائے، وہ نوش کی کہ برادر مولانا جنید صاحب تشریف لائے۔ ان کے ساتھ مسجد قدیم دارالعلوم دیوبند میں جو مہمان خانہ کے دروازہ کے سامنے سے اس پار واقع ہے۔ وہاں نماز پڑھی۔ لکھنؤ سے مولانا منظور احمد نعمانی کے صاحبزادہ علامہ سجاد نعمانی کی یہاں زیارت کی۔ باجماعت نماز پڑھی، الحمدللہ! بس اب رہنے دیں کہ کیفیات بیان کرنا ممکن نہیں۔

دارالعلوم کی جدید تعمیرات... ایک نظر میں:

مولانا جنید صاحب لے کر چلے۔ قدیم عمارت دارالعلوم کی بہت کچھ گرائی جاچکی، بہت کچھ باقی ہے۔ جو گرائی جاچکی اس پر جدید تعمیرات کئی منزلہ، کوہ قامت، خوبصورت سادہ مگر سلیقہ کی قائم ہیں۔ باب الظاہر کی جانب کی تمام قدیم عمارتوں کی جگہ اب جدید عمارتوں نے جلوہ گری کررکھی ہے۔ جامع مسجد الرشید اور باب الظاہر کے درمیان پانچ منزلہ عمارت کھڑی کردی گئی ہے۔ گول عمارت اس کے گراؤنڈ فلور پر دارالحدیث ہوگا اور اوپر کی پانچ گول منزلوں میں لائبریری ہوگی۔ عمارت کا ڈھانچہ کھڑا ہوگیا ہے۔ باقی کام باقی ہے۔ جب یہ مکمل ہوگی تو لائبریری میں کئی لاکھ کتابوں کے رکھنے کی گنجائش ہوگی۔ قسمت والے دیدار وزیارت کا شرف حاصل کریں گے۔ ٹھہرئیے، کتاب ولائبریری فقیر کی کمزوری ہے۔ اس کے ذکر پر تھوڑی دیر کے لئے رکتا ہوں!

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی رہائش گاہ:

چلیں اب آگے بڑھیں، سانس بحال ہوگیا

ہے۔ مسجد قدیم سے نکلیں جامع مسجد رشید کی طرف، تو دائیں ہاتھ کی عمارت گرائی جا چکی ہے۔ البتہ باب مدنی قدیم باقی ہے۔ جو چند دنوں کا مہمان ہے۔ اس باب سے گزرے، یہاں سے حضرت مدنیؒ گزر کر دارالحدیث میں پڑھانے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ اس گیٹ میں داخل ہوئے تو سامنے کے قدیمی مکان کی جانب متوجہ کیا گیا کہ یہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کی رہائش گاہ ہے۔ یہاں اب دارالعلوم کے ناظم تعلیمات اور استاذ الحدیث، شارح معانی الآثار حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم کی رہائش ہے۔ ان دنوں بمبئی کے سفر پر تھے۔ ملاقات نہ ہوسکی۔ معانی الآثار علامہ بدرالدین عینیؒ ۸۵۵ھ کی تصنیف لطیف ہے۔ اس کی شرح ”نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار“ کے نام پر کئی جلدوں میں حضرت مولانا سید ارشد مدنی نے مکمل کی ہے۔ اس کی آٹھ جلدیں تو ہمارے ملتان کے دفتر کی لائبریری میں ہیں۔ کراچی کے دفتر میں دس جلدیں ہیں۔ آٹھویں جلد کتاب الحدود اور کتاب السیر پر مشتمل ہے۔ یہ کل کتنی جلدوں میں ہے۔ معلوم نہیں، البتہ مکمل ہوگئی ہے۔ سیٹ کی شکل میں دو مقامات پر چھپی ہے۔ سعودیہ میں اور دوسری جگہ کہاں؟ نہیں معلوم۔ یہاں مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ بہت یاد آرہے ہیں۔ کیوں؟ تفصیل مولانا اعجاز مصطفیٰ صاحب سے پوچھ لی جائے۔ میں آگے چلتا ہوں۔

حضرت مدنیؒ کی رہائش گاہ کے عقب سے جامع مسجد الرشید کے سامنے سے گزرے تو جگہ جگہ امن عالم کانفرنس کے بینرز نظر آئے۔ دارالعلوم بجائے خود کئی ایکڑوں پر پھیلا ہوا ہے اور مستقل بڑے محلہ سے کم نہیں۔ اس کو دیکھنے کے لئے وقت اور صحت وعقیدت درکار ہے۔ فقیر کے پاس عقیدت تو ہے۔ وقت اور صحت کو اب کہاں سے لاؤں؟

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے مزار پر:

اب یہاں سے چلے تو سامنے مولانا شاہ عالم صاحب مدظلہ تشریف لائے۔ فرمانے لگے پہلے حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے مزار پر چلتے ہیں۔ فقیر نے کہا، خوب رہا۔ یہی مناسب ہی نہیں، بلکہ انسب ہے۔ دارالعلوم کے احاطہ سے باہر آئے۔ ایک محلہ سے گزرے تو بتایا گیا کہ یہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کا مکان ہے۔ اپنی اصلی حالت پر قائم ہے۔ اب یہاں قرآنی مکتب قائم ہے۔ تھوڑا آگے چلے تو مسجد ہے۔ خوبصورت اس کے ساتھ دو تین کنال کا باغیچہ اس کے وسط میں حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ آرام فرما ہیں۔ اب حضرت مولانا شاہ عالم مدظلہ کے ساتھ یہاں کھڑا ہوں۔ سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص، ختم نبوت کی احادیث جتنی یاد آئیں، تلاوت کیں۔ ایصال ثواب اور دعا بھی کی۔ حذیفہ، خزیمہ، محمد، عزیر، اسید خوب یاد آئے۔ انس، احمد بھی نہیں بھولے۔ امۃ اللہ اس کی والدہ، سلیمان اس کی والدہ بھی یاد ہیں۔ جماعت اور جماعتی رفقاء تو سانس کا حصہ ہیں، دعاؤں میں کھوگیا۔ کیا مانگا؟ کیا ملا؟ جس ذات تعالیٰ سے مانگا وہی بہتر جانتے ہیں۔ چلیں نہیں ٹھہریں۔

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے مختصر حالات:

ولادت: ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۵ء وفات: ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے والد گرامی کا نام مولانا معظم شاہ تھا۔ حضرت کشمیری بمقام دھوداں علاقہ سولاب کشمیر میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب سے چھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کے علاوہ فارسی کے متعدد رسائل بھی پڑھ لئے تھے۔ مولانا غلام محمد صاحب ”صوفی پورہ والوں سے فارسی، عربی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے تین سال ہزارہ میں پڑھا۔ ایبٹ آباد کی مرکزی جامع مسجد میں آپ کا پڑھنا بھی ایبٹ آباد کے علماء میں مشہور ہے۔ سولہ یا سترہ سال کے تھے کہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ چار، پانچ سال میں دورہ حدیث تک مکمل کرکے فارغ ہوگئے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ ایسے اکابر آپ کے استاذ تھے۔ فراغت کے بعد قطب الارشاد، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بیعت ہوئے۔ آپ نے دہلی مدرسہ امینیہ میں تین سال بطور صدر مدرس کے تعلیم دی۔ پھر وطن عزیز کشمیر گئے۔ آپ نے مشاہیر کشمیر کے ساتھ حج بھی کیا۔ اسی سفر میں طرابلس، بصرہ، مصر، شام بھی تشریف لے گئے۔ واپسی پر بارہ مولا میں مدرسہ فیض عام بھی قائم فرمایا۔ تین سال یہاں گزرے۔ اسی اثناء میں دارالعلوم دیوبند میں مشہور جلسہ دستار بندی ہوا۔ آپ بھی تشریف لے گئے۔ اساتذہ کے اصرار پر یہاں مدرس ہوگئے۔ زہے نصیب کہ یہاں ابوداؤد اور مسلم شریف اسباق ملے۔ اس دوران میں گنگوہ کے عالی نسب سادات کرام کے گھرانہ میں آپ کا عقد ہوگیا۔ تجرد کے زمانہ میں مولانا محمد احمد، مہتمم دارالعلوم کے اصرار پر ان کے ہاں سے دس سال تک آپ کے کھانے کا نظم رہا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے ہوتے ہوئے ان کی سرپرستی ونگرانی میں ابوداؤد اور مسلم جیسی صحاح ستہ کی کتب پڑھا چکے تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے بعد آپ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ ۱۳۴۵ھ تک یہاں اس عہدہ پر فائز رہے۔ ۱۳۴۵ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے۔ ۱۳۵۱ھ تک یہاں کے شیخ الحدیث رہے۔ ۲/صفر ۱۳۵۲ھ میں دیوبند میں گھر پر وصال ہوا۔ اور پھر یہاں تدفین ہوئی۔ جہاں آج فقیر کھڑا ہے۔ حضرت کشمیریؒ، ایسا حافظہ کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی۔

(جاری ہے)

قادیانیوں کی مظلومیت کی کہانی

مولانا محمد راشد گورکھپوری

قوم یورپ کی طرف سے مغربی تہذیب کو ہندوستانی سماج پر تھوپنے اور مسلط کرنے کی ہر ممکن سے ممکن تدبیریں ہوتی رہتی ہیں، اس سلسلہ میں تہذیب یورپ کو جاذب نظر اور خوشنما دکھلانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے، آزادی کی دہائی دے کر بنی آدم کو بے شرم بے حیا بنانے کی رنگین کوشش میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی، فطری خواہش کا پُرفریب نعرہ لگا کر انسانیت کشی کرتے ہوئے ہم جنسی کو قانونی جواز فراہم کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اگر کوئی ہم جنسی اور دیگر بے راہ رویوں کے خلاف حق کی آواز بلند کرے اور انسانیت کو شرمسار کرنے والے حیوانیت سے بھی بدتر ان افعال قبیحہ پر بند لگانے کی کوشش کرے تو اسے ظالم متکبر، آزادی کا دشمن اور نہ جانے کن کن بے جا القاب سے نوازا جاتا ہے اور ان مذموم کاموں کے حامیوں کو مظلوم و ستم رسیدہ متصور کیا جاتا ہے۔ کسی شاعر نے ایسے ہی موقع کے لئے کہا تھا:

الفت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے، لیلیٰ نظر آتا ہے

اور بقول کسے:

"خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد"

حق کو ناحق، سچ کو جھوٹ، عدل کو ظلم، امانت کو خیانت، حلال کمائی کو دقیانوسی اور بدکاری کو فیشن باور کرانے کا ڈرامہ گزشتہ کئی صدیوں سے جاری ہے اور طرفہ یہ ہے کہ انہیں خرافات وغلط کاریوں کو "تہذیب جدید" کا نام دیا جاتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ دھوکا دہی کا یہ کام گہری منصوبہ بندی سازش کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جھوٹ کو سچ باور کرانے کے لئے اتنی مرتبہ جھوٹ بولو کہ سچ ہونے کا گمان ہونے لگے بلکہ یقین ہو جائے، تقریب فہم کے لئے یہ مثال بڑے موقع کی ہوگی۔

ایک آدمی بکری خرید کر اپنے گھر جا رہا تھا، چند فریبیوں نے آپس میں طے کیا کہ یہ بکری اپنے قبضہ میں کرنی ہے، چنانچہ باہم مشورہ کر کے تینوں الگ الگ مقامات پر کھڑے ہو گئے جب وہ آدمی ان سازشیوں میں سے ایک کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا:

"بھائی! یہ کتا کہاں لے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: جی نہیں، یہ تو بکری ہے، چلتے چلتے ایک اور مقام سے جب اس کا گزر ہوا تو وہاں دوسرا فریبی کھڑا ہوا تھا اس نے کہا: میاں! یہ کتا کیوں لے رکھا ہے؟ آدمی بولا! نہیں بھائی! یہ تو بکری ہے اور میں بازار سے قیمتاً خرید کر لا رہا ہوں، فریبی نے کہا: تم ٹھگ لئے گئے ہو، تمہارے پیسے بھی گئے اور کار آمد چیز بھی ہاتھ نہیں آئی، بکری کے نام پر تمہیں کسی نے کتا دے دیا، یہ سن کر وہ مخمصہ میں پڑ گیا، لیکن کبھی اپنے دل کو تسلی دیتا اور کبھی ان دونوں کی گفتگو پر غور کرتا، یہاں تک کہ ایک اور شرارتی سے واسطہ پڑا، طے شدہ منصوبہ کے تحت وہ بھی گویا ہوا: بھائی! یہ کتا کتنے میں خریدا ہے؟ اب اسے یقین ہو گیا کہ یہ کتا ہے اور میرے ساتھ دغا کیا گیا ہے، نتیجتاً وہ بکری وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور ادھر یہ تینوں سازشی بکری ہتھیانے میں کامیاب ہو گئے۔"

بالکل یہی حال متنبی پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی و رسول اور کرشن ماننے والی قادیانی جماعت کا ہے، اس کے موجودہ لیڈران، امریکا، برطانیہ اور اسرائیل کی پشت پناہی سے حق پرستوں اور حقیقت حال سے ناواقف دیگر لوگوں کو دھوکا دینے میں لگے ہوئے ہیں، مثل "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کے مطابق اپنی مظلومیت کا راگ الاپتے رہتے ہیں اور دنیا کو یہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اکثریت کی طرف سے قادیانی اقلیت پر ظلم ڈھایا جا رہا ہے۔ اسی طرح کی خبر ۲۴ر دسمبر ۲۰۱۳ء کے بعض اخبارات میں پڑھنے کو ملی، جالندھر پنجاب کے ایک اخبار کے مطابق قادیانی لیڈروں کا کہنا ہے کہ:

"دنیا کے کئی حصوں میں احمدی سمودائے (یعنی قادیانی جماعت) پر لگاتار مظالم ڈھائے جا رہے ہیں، عام طور پر اکثریتی سمودائے (اکثریتی طبقہ) ہی اقلیتی احمدیہ سمودائے پر ظلم ڈھاتی ہیں، اگر ان پر ایسے ہی جبر اور ظلم ہوتا رہا تو تیسری عالمی جنگ بھی چھڑ سکتی ہیں۔"

قادیانی گروؤں کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ عالمی طاقتوں کی سرپرستی انہیں حاصل ہے اور انہیں طاقتوں کے سہارے یہ عالمی جنگ چھیڑنے کی بات کر رہے ہیں، ظاہر ہے یہ بیان چھوٹا منہ بڑی

بات کے مترادف ہے، دنیا میں قادیانی اتنی کم تعداد میں ہیں کہ انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں، لیکن بایں ہمہ اتنی بڑی بات کہنا ان کی اندرونی عداوت کا پتہ دیتا ہے اور صاف جھلکتا ہے کہ وہ ہندوستان میں بیرونی طاقتوں کے آلۂ کار کے طور پر کام کر رہے ہیں اور یہ آج کی کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ہندوستان سے غداری ان کے خمیر میں داخل ہے، ان کا نقطۂ آغاز ہی وطن دشمنی پر مبنی ہے۔ بانیٔ جماعت مرزائیہ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی خود معترف ہے کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء میں لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو اس نے جو درخواست پیش کی، اس میں وضاحت کے ساتھ ”خود کاشتہ پودے“ کا لفظ موجود ہے، ملاحظہ ہو:

”یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار، جاں نثار خاندان ثابت کرچکی اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کی خیرخواہ اور خدمت گزار ہے، اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔“

تریاق القلوب، ۱۵/۱۵۵ پر ہے:

”میں نے .... انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں .... کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“

نور الحق میں مرزاجی نے اپنے وجود کو انگریزی حکومت کے لئے ایک قلعہ، حصار اور تعویذ کی حیثیت قرار دیا ہے اور دوسروں کو بھی اپنی کتابوں میں جگہ جگہ ”سایۂ الٰہ دولت دیں پناہ“ سمجھنے کی تلقین کی ہے۔ نیز ستارۂ قیصریہ وتحفۂ قیصریہ نامی کتاب کا ایک ایک لفظ انگریز پرستی کا شاہکار ہے۔ اس خاندان نے ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں پچاس گھوڑوں اور سواروں سے سرکار انگلشیہ کی مدد کی تھی۔

(کتاب البریہ در خزائن ۱۳/۱۷۶)

یہ تحریرات جعلی اور وضعی نہیں ہیں بلکہ خود مرزا کی کتابوں میں مسطور ہیں، اطمینان قلبی کے لئے متردین خود بحولہ بالا کتابوں کو دیکھ سکتے ہیں، اس سے پہلے کوئی رائے قائم کرنا گویا ہوا میں تیر مارنا ہے ان حقائق کے باوجود قادیانی لیڈروں کا مظلومیت کا راگ الاپنا کوئی دانشمندانہ کام نہیں ہے، کیونکہ ظالم اکثریتی طبقہ نہیں بلکہ وہ طبقہ ہے جسے انگریزوں نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے پیدا کیا ہے۔

اکثریتی طبقہ کو ظالم کہہ کر خود کو مظلوم ثابت کرنا، در اصل ممکنہ خطرہ کے دفعیہ کی پیشگی چال ہے کہ کہیں شری کرشن کے پجاری، ان کتابوں پر پابندی کا مطالبہ نہ کریں جن میں مرزا نے جابجا ”کرشن، رودر گوپال“ ہونے کا دعویٰ کیا ہے، چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔ تذکرہ نامی کتاب مرزائیوں کے یہاں بہت مستند اور سب سے اہم کتاب ہے، اس میں مرزا کے نام نہاد خدائی الہامات درج ہیں، اس کے صفحہ ۳۲۰ پر مکتوب ہے:

”دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں۔“

یہاں یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ یہ تو خواب اور منام کی بات ہے جو حجت نہیں ہوسکتی کیونکہ مرزا نے خواب کی حیثیت یہ بیان کی ہے: ”ولا یخفی علیک ان رؤیا الانبیاء وحی“ یعنی انبیاء کا خواب وحی کے درجہ میں قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔ (حمامۃ البشریٰ خزائن: ۷/۱۹۰) اس سے پتہ چلا کرشن اوتار ہونے کا ارمان مرزا کے دل میں مچل رہا تھا، اسی لئے اولاً اس نے خواب کا سہارا لیا، لیکن مرزا جی اس پر کب تک صبر کرتے، بالآخر وہ وقت آ گیا جب مرزاجی نے صاف صاف الہام الٰہی کی روشنی میں کرشن ہونے کا دعویٰ کردیا، چنانچہ تذکرہ، ص: ۳۲۰ پر ہے:

”ایک دفعہ الہام ہوا ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو تیری استتی گیتا میں موجود ہے۔“

ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ مرزاجی کرشن ہونے کے دعویدار ہیں۔ (۲) نیز ان کا ذکر ہندوؤں کی مذہبی کتاب ”گیتا“ میں موجود ہے، لیجئے تیسری عبارت بھی پڑھ لیجئے:

۱۹۰۴ء کے ایک لیکچر میں اپنے دعویٰ کرشنیت کی وضاحت یوں کرتے ہیں: ”واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں ہے بلکہ (میں) ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں ایک بڑا اوتار تھا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کے رو سے میں وہی ہوں، یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے، بلکہ وہ خدا جو زمین آسمان کا خدا ہے، اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن ہے۔“

(سیالکوٹ خزائن: ۲۰، ص: ۲۲۸)

مرزا کی یہ تحریر اردو زبان میں ہے اور اردو زبان جاننے والا ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مرزاجی پکار پکار

کر اپنے کرشن ہونے کا اعلان کر رہے ہیں، جس میں کوئی خفا وجھول نہیں ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہندومت کی دھارمک کتاب ''گیتا'' کے کس صفحہ پر اور کس گرنتھ میں مرزا کے کرشن ہونے کی خبر دی گئی ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں ہوسکتا کہ مرزا کا دعویٰ کرشنیت کے لئے ''گیتا'' کا حوالہ دینا ایک دھوکا ہے، کیونکہ کوئی پنڈت یا ہندو مرزا کو کرشن ماننے کے لئے تیار نہیں ہے اور نہ ہی اس ضمن میں گیتا کا حوالہ درست سمجھتا ہے، پس مرزا کا گیتا کا حوالہ دینا خود گیتا پر اور اس کے ماننے والے کروڑوں ہندوؤں پر ظلم ہے، لیکن افسوس! کہ الٹی گنگا بہہ رہی ہے اور مثل مشہور ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کے بموجب اکثریتی طبقہ کو ظالم اور خود کو مظلوم بتایا جارہا ہے۔ الیس منکم رجل رشید؟ مرزا نے اپنے مرنے سے کچھ دنوں پہلے ایک کتاب ''حقیقۃ الوحی'' تصنیف کی، اس میں اپنے دعویٰ کرشنیت کو مزید مدلل کرتے ہوئے تحریر کیا:

''جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کررہے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا، وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ!'' (حقیقۃ الوحی خزائن ۲۲،ص:۵۲۲)

یہ وضاحت بھی پیش نظر رہے کہ مرزا نے نبوت و رسالت کے دعوے بھی کئے ہیں لیکن ان دعوؤں کو لکھنے یا موضوع بحث بنانے کا کوئی فائدہ اس لئے نہیں ہے کہ یہ دعاوی بیچ کے ہیں، مرزا نے سب سے پہلا دعویٰ ''ملہم من اللہ'' ہونے کا ۱۸۸۰ء میں کیا ہے اور آخری دعویٰ ۱۹۰۲ء میں ''کرشن اوتار'' اور آریوں کا بادشاہ ''ردر گوپال'' ہونے کا کیا ہے اور اعتبار شروع و درمیان کا نہیں ہوتا بلکہ ''العبرة بالخواتیم'' کے مطابق آخر کا ہوتا ہے، خود مرزا قادیانی اسی کا فیصلہ کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

''آخری عمر کے قول اور فعل قابل اعتبار ہیں اور اس کے مخالف سب ردی۔'' (ست بچن خزائن ۱۰،ص:۲۱۵)

علاوہ ازیں جب مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر نبوت و رسالت جیسے اعلیٰ واشرف مناصب سے کیا تعلق ہوگا؟ کیونکہ سو سے زیادہ آیات کریمہ اور دو سو سے زائد احادیث نبویہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر دلالت کررہی ہیں، نیز اسلام سے متصادم مرزائیوں کے عقائد باطلہ خود ان کے دعویٰ مسلمانی کا منہ چڑا رہے ہیں، چنانچہ مرزا نے جہاں کرشن و ردر گوپال ہونے کا خلاف اسلام دعویٰ کیا ہے وہیں خود خدا ہونے کا اور خدا کے حلول کرنے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ کتاب البریہ میں مسطور ہے:

''میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی (اے مرزا) تجھے پیدا کیا ہے۔ آدابن، خدا تیرے اندر اتر آیا۔'' (خزائن ۱۳،ص:۱۰۲)

اس عبارت میں مرزا کے دو دعویٰ ہیں، ایک یہ کہ آدم سے مراد مرزا قادیانی ہے اور دوسرا یہ کہ خدا مرزا کے اندر حلول کر گیا ہے۔ آئینہ کمالات اسلام میں واضح طور پر خدائی کا دعویٰ موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''رأیتنی فی المنام عین اللّٰہ وتیقنت اننی ھو۔'' (خزائن ۵،ص:۵۶۴)

ترجمہ: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔''

کرشن اوتار، ردر گوپال، خدائی، حلول، ظل اور بروز جیسے دعاوی سراسر روح اسلامی کے خلاف ہیں، ان سب کے باوجود مرزائیوں کا خود کو مسلمان کہنا اور مرزا کو قرآن وحدیث کی رو سے نبی ورسول بتلانا، دین اسلام اور اس کے ماننے والوں پر بہت بڑا ظلم ہے، اس لئے دوسروں کو ظالم بتانے سے پہلے مرزائی لیڈروں کو خود اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے اور مظلومیت کا رونا رونے کے بجائے اپنے مظالم سے توبہ کرنا چاہئے۔

(بشکریہ ماہنامہ مظاہر علوم، سہارن پور، انڈیا، فروری ۲۰۱۴ء)

مرزا قادیانی کی قبر پر کتے کا پیشاب کرنا

جناب عبدالسلام دہلویؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے مرزائی بنانے کے لئے قادیانیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن میں ان کے قابو نہ آیا۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے میرے دماغ میں سوال اٹھا کہ مجھے قادیان جانا چاہئے، میں نے فوراً قادیان کی تیاری شروع کردی اور اگلے دن قادیان جا پہنچا۔ قادیان میں قادیانی مجھے بڑے تپاک سے ملے، مجھے مہمان خانہ میں ٹھہرایا گیا اور خوب خاطر مدارت کی گئی۔ مرزا بشیر الدین سے میری ملاقات بھی کرائی گئی۔ سوال وجواب کی نشست بھی جمتی رہی لیکن میرا دل مطمئن نہ ہوا۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد میں سیر کے لئے نکلا اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ مجھے ان کا بہشتی مقبرہ ضرور دیکھنا چاہئے۔ میں لمبے لمبے قدم اٹھاتا بہشتی مقبرہ میں جا پہنچا۔ بہشتی مقبرہ میں داخل ہوتے ہی میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہاں چار پانچ کتے آپس میں کھیل رہے تھے اور ان میں سے ایک کتا ایک قبر پر پیشاب کررہا تھا، میں نے آگے بڑھ کر جب اس قبر کے کتبے کو پڑھا تو وہ مرزا قادیانی کی قبر تھی۔ میرا دل بول اٹھا کہ یہ قبر کسی مہدی مسیح یا نبی کی نہیں ہوسکتی، میں استغفار پڑھتا ڈرتا ڈرتا واپس آگیا۔ رات قادیان میں ہی گزاری جو آنکھوں میں بسر کی اور صبح ہوتے ہی اس منحوس بستی سے کوچ کرگیا۔ (ماخوذ از مرگ مرزائیت، ص:۶۸)

تحریک ختم نبوت میں

مشائخ تونسہ شریف کی خدمات!

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا عبدالعزیز لاشاری،تونسہ شریف

مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے مگر اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اہانت کو ہرگز گوارا نہیں کرسکتا، جب ۱۹۵۳ء میں منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک شروع ہوئی اور پکڑ دھکڑ کا آغاز ہوا تو آبروئے مشائخ حضرت پیر صاحب تونسہ شریف حضرت خواجہ غلام نظام الدین تونسوی محمودی سلیمانی قدس سرہٗ نے پاکستان کے چوٹی کے مشائخ کرام سے بذات خود رابطہ قائم کیا اورانہیں احساس دلایا کہ ناموسِ رسالت کے ڈاکو اپنے مکروہ کرتوتوں میں مصروف ہیں۔ تمہاری خاموشی اور خواب غفلت اسلامیانِ پاکستان کو کس قدر عظیم نقصان سے دوچار کرے گی۔ دربار پیرپیران ملتان کے سجادہ نشین مخدوم شوکت حسین صاحب سے ملاقات کی۔ ملتان اسٹیشن پر پیر صاحب گولڑہ شریف سے طویل مذاکرات کئے سیال شریف کے سجادہ نشین صاحب کو جھنجھوڑا۔اس وقت کے گورنر جنرل غلام محمد کے پیر حضرت حیرت صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ چنیوٹ کے علاقہ میں دریائے چناب کے کنارہ پر حیرت صاحب کا ڈیرہ تھا۔ چنیوٹ سے وہاں تانگے پر گئے، بڑا تکلیف دہ اور دشوار راستہ تھا۔ جب وہاں پہنچے تو اُن کے خلیفہ نے کہا’’مقامِ حیرت ہے کہ اس وقت حیرت صاحب نہیں ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو بڑی تکلیف اُٹھانی پڑی‘‘ پھر گُڑ کی چائے سے مہمان نوازی کی۔ آپ نے خوشی کے ساتھ گُڑ کا قہوہ نوش کرتے ہوئے فرمایا مجھے سب کچھ برداشت ہے مگر میں یہ نہیں دیکھنا چاہتا کہ فرنگی کے پروردہ سیدھے سادے مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے گرگٹ کا پارٹ ادا کریں۔ جب چنیوٹ سے واپس آئے تو افسرانِ بالا کی کثرت کی وجہ سے شہر کے کسی ہوٹل میں بھی رہائش کی جگہ میسر نہ آئی۔ خود دار مرشد نے غلاموں کو بے وقت زحمت دینا مناسب نہ سمجھا۔ ایک معمولی ہوٹل کی چھت پر آپ نے بمعہ رفقاء بھوکے پیٹ رات گزاری۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب فرماتے ہیں۔ ملتان واپسی پر میں نے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ ان علماء ومشائخ کو گڑھا کھود کر زندہ دفن کردیا جائے۔ یہ کیسے مسلمانوں کے لیڈر ہیں جنہیں ناموسِ رسالت پر حملہ کرنے والوں سے غیرت نہیں آتی۔ یہ لوگ کس طرح اسلامیانِ پاکستان کی راہنمائی کا فریضہ ادا کرسکتے ہیں؟ حضرت آبروئے مشائخ مرشد نظام نے انتہائی صبر وتحمل اور متانت وسنجیدگی سے فرمایا، مولانا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لوگ نہیں آئے اُن کی رائے اور مرضی۔ ہمیں کب کس نے روکا ہے پھر مردِ قلندر نے شخصی طور پر سول نافرمانی کی ٹھان لی اور حکومت کا مالیہ جو تقریباً چھ ہزار روپیہ تھا دینے سے انکار کردیا اور فرمایا جو حاکم اپنے آقا ومولیٰ کی فرمانبرداری نہیں کرسکتے ہمیں اُن کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ حکومت نے وارنٹ جاری کردئے۔ آپ نے فرمایا جو کرتے ہو کرتے رہو۔ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ دشمنانِ اسلام کے ساتھ گزارا کرسکوں۔

ان کے صاحبزادے حضرت خواجہ غلام معین الدینؒ کے بارہ میں تذکرہ خواجگانِ تونسہ مقدسہ کے مؤلف محمد رمضان معینی تونسوی تحریر کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی سے دلی نفرت آپ نے اپنے آباؤاجداد سے ورثہ میں پائی۔ آپ نے مختلف ادوار میں تحریک ختم نبوت میں بھرپور شرکت کی۔ اس کے علاوہ تونسہ مقدسہ میں جو جلوس مرزائیت کے خلاف نکلتے وہ مسجد محمودیہ سے شروع ہوتے یہ جلوس آپ کی زیرِ قیادت نکلتے۔ ربوہ اسٹیشن پر مسلمان طلبا کے ساتھ ناروا سلوک کے خلاف تونسہ مقدسہ میں ہڑتال رہی۔ جامعہ مسجد محمودیہ میں مرزائیوں کے خلاف تقاریر کی گئیں۔ اور حکومت کی مرزائی نواز پالیسی کی پرزور تردید کی گئی۔ جب مرزائیوں کے خلاف معاشی بائیکاٹ کی تحریک چلائی گئی تو آپ نے حسب ذیل پیغام تحریر کروایا۔

’’حب الوطنی اور ایمانداری کا تقاضہ یہی ہے کہ جب تک قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا جاتا اُس وقت تک سوشل بائیکاٹ کی تحریک جاری رکھی جائے۔ حضرت پیر پٹھان کے آستانہ مقدس سے وابستہ ہر پیر بھائی پر لازم ہے کہ اپنے مشائخ کی طرح غیرت مندی کا ثبوت دے کر تاریخ ساز کردار ادا کرے۔‘‘ ۵ فروری ۱۹۹۰ء کو یوم کشمیر کے مسئلہ پر

ہفت روزہ ختم نبوت جلد33شمارہ 11(2014)
ameer@khatm-e-nubuwwat.com

کچہری چوک تونسہ شریف پر ایک عظیم الشان جلسہ آپ کی زیر صدارت ہوا جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء شامل تھے۔ جلسہ کے آخر میں آپ نے زبانِ در فشاں سے فرمایا کہ مرزا قادیانی کافر اعظم تھا۔

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے صاحبزادے خواجہ غلام معین الدین تونسوی کی طرف سے ماہنامہ رسالہ 'نظام الدین' ملتان میں اکتوبر ۱۹۷۴ء کو ایک پیغام تہنیت شائع کرایا کہ:

''انتہائی خوش نصیبی کی بات ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے ختم نبوت کے عیار ڈاکوؤں کو انجام تک پہنچتے دیکھ لیا۔ الحمدللہ الف مرۃ آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے متوسلین کو بڑھ چڑھ کر خوشی و مسرت حاصل ہوگی۔ کیونکہ پردادا سائیں حضرت خواجہ کریم تونسوی (خواجہ اللہ بخش تونسویؒ) کی جدوجہد رنگ لائی۔ دادا سائیں حضرت خواجہ رحیم تونسویؒ (خواجہ محمود تونسوی) کا تبلیغی گھراؤ کامیاب ہوا۔ حضرت بابا سائیں حضور نعیم (خواجہ غلام نظام الدینؒ تونسوی) کی سول نافرمانی اور انتھک قربانی کو کامرانی نصیب ہوئی۔ عین مسرت کے عالم میں مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارا بزدل دشمن انتہائی شاطر وعیار ہے۔ اسکی رذیلانہ ریشہ دوانیوں سے مسلمان بھائیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے غیرت مند و جری مسلمان اپنے آپ کو چوکنا و ہوشیار رکھیں۔''

۲۱ر اگست ۱۹۶۱ء میں جب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا انتقال ہوا تو خود خواجہ صاحب بیمار تھے لیکن اپنے دونوں صاحبزادوں خواجہ غلام معین الدینؒ اور خواجہ فخر الدین تونسوی کو امیر شریعت کے جنازے کے لئے تونسہ شریف سے ملتان روانہ کیا۔

۲۹ر جنوری ۲۰۱۲ء کو سردار امیر مند کے پوتے سردار امام بخش قیصرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی کے سامنے باب العلوم کہروڑپکا میں مسلمان ہوا تو اسی خوشی میں سردار امام بخش قیصرانی کے اعزاز میں کوٹ قیصرانی میں ۳۱ر مارچ ۲۰۱۲ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ختم نبوت کانفرنس رکھی جاتی۔ اس کانفرنس کی سرپرستی کے لئے تحصیل تونسہ شریف کی جماعت کا ایک وفد خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے پوتے خواجہ غلام اللہ بخش کے پاس گیا کہ اس کانفرنس کی آپ سرپرستی فرمائیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے پوتے نے فرمایا ''جس دن آپ کی کانفرنس ہورہی ہے۔ مَیں مدینہ منورہ میں ہوں گا۔ میں عمرہ پر جارہا ہوں۔ آپ اشتہار میں میری سرپرستی شائع کردیں۔ میں کانفرنس کی کامیابی کے لئے مدینہ منورہ میں جاکر دعا کروں گا۔'' اپنے پاس آئے ہوئے مہمانوں کو اور اپنے مریدوں سے فرمایا ''دیکھو میرے دادا جان کی یہ جماعت آئی ہے۔'' حضرت نے پُرسوز دعا فرمائی۔ الحمدللہ! یہ کانفرنس بڑی کامیاب ہوئی۔ تمام مکاتب فکر کے علماء نے شرکت کی۔ ان بزرگوں کی دعا کا ثمر ہے کہ سردار امام بخش قیصرانی کا دوسرا چچا زاد بھائی سردار قیصر وسیم خان قیصرانی بھی ۲۹ر نومبر ۲۰۱۳ء کو مسلمان ہوگیا۔

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے دوسرے پڑ پوتے اور خواجہ موسیٰ صاحب کے پوتے اور خواجہ حافظ غلام زکریاؒ کے صاحبزادے خواجہ غلام سلیمان تونسویؒ ۱۹۷۴ء میں اس علاقہ کی طرف سے ایم این اے تھے۔ پی پی پی کے ٹکٹ پر ایم این اے بنے ۱۹۷۳ء میں جب قادیانیوں کے خلاف اسمبلی میں قرارداد پیش ہوئی تو پی پی پی اور بھٹو کی اجازت کے بغیر سب سے پہلے مولانا مفتی محمودؒ، مولانا احمد شاہ نورانیؒ کی ملاقات پر تحریک کے لئے سب سے پہلے دستخط کردیئے۔ پی پی پی والوں نے کہا آپ نے جلدی کی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ''یہ میرے ایمان کا مسئلہ ہے۔''

۲۰۰۲ء کے الیکشن میں حضرت خواجہ غلام سلیمان کے صاحبزادے خواجہ حافظ محمد داؤد سلیمانی نے ملت پارٹی کے ٹکٹ پر جب الیکشن لڑا تو ان کا ایم پی اے سردار امیر مند قادیانی کا پوتا سردار امام بخش قیصرانی تھا۔ مشہور تھا کہ یہ قادیانی ہے، راقم الحروف نے خواجہ صاحب سے شکوہ کیا کہ آپ کا ایم پی اے قادیانی ہے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ''آپ علماء کرام کا اجلاس کریں میں اس کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اگر آپ حضرات کی تسلی ہو تو یہ میرا ایم پی اے ہوگا۔ اگر یہ قادیانی ثابت ہوا تو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔'' مگر سردار امام بخش قیصرانی نے کوٹ قیصرانی کے مقامی علماء کو یقین دلایا کہ میں مسلمان ہوں مگر بعد میں اس کو قادیانی دوبارہ اپنے پھندے میں لے جانے لگے۔ مولانا حبیب الرحمن عثمانی شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ کی تبلیغ سے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کاوش سے مسلمان ہوگیا۔

پیر پٹھان حضرت خواجہ حافظ عبدالمناف سلیمانی، خواجہ غلام سلیمان تونسوی کے بھائی اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی کے پڑپوتے ہیں۔ ۱۹۸۶ء کو جب قادیانی سردار کو مسجد میں دفن کیا تو کوٹ قیصرانی کے حاجی قادر بخش قیصرانی، مولانا غلام فرید قیصرانی، مولانا عبدالکریم قیصرانی بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین مولانا عبدالعزیز قطبی، مولانا محمد اقبال اختر، یعقوب نظامی، جناب محمد خان لغاری، جماعت اسلامی کے مولانا غلام حسین بزدار، مولانا عبداللطیف چانڈیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازیخان کے امیر صوفی اللہ وسایا، مولانا غلام اکبر ثاقب، جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالغفور کرمانی تنظیم اہلسنت کی تمام جماعت، شیعہ مکتب فکر کے مخدوم غلام سرور شاہ ایڈووکیٹ، سید رضا شاہ

ایڈووکیٹ، جمعیت علماء اسلام کے مولانا فضل الرحمن صاحب، جمعیت علماء پاکستان کے مولانا غلام اکبر ساقی، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا نذیر احمد تونسوی شہید ضلع بھر کے تمام مسلمانوں نے اس تحریک کو حضرت خواجہ حافظ عبدالمناف سلیمانی کی قیادت میں چلایا۔ خواجہ عبدالمطلب، خواجہ کوثر محمود، خواجہ خضر محمود، تمام خواجگان کی برادری، حکیم عبدالرحمن جعفر، ضلع بھر کے دینی مدارس نے مسلسل دو ماہ تحریک جاری رکھی۔

آخری فیصلہ کن احتجاجی جلسہ ۲۸ رفروری ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک کو ڈیرہ غازیخان میں ہوا۔ کوٹ قیصرانی سے جب جلوس شیر گڑھ سے گزرا تو وہاں امیر مند قادیانی کی برادری نے جلوس پر فائرنگ کی، یہ جلوس مشتعل ہوگیا اور تونسہ شہر میں آ کر اے سی تونسہ کے دفتر پر حملہ کر دیا۔ تونسہ شریف سے ایک بڑا جلوس حضرت خواجہ عبدالمناف سلیمانی کی قیادت میں ڈیرہ غازیخان کے لئے روانہ ہوا۔ تو پیر عادل کے مقام پر ضلع بھر کی پولیس نے اس جلوس کو روکا تو خواجہ عبدالمناف سلیمانی نے ایک پولیس آفیسر کو تھپڑ مار دیا۔ اس جلوس نے پولیس کا گھیرا توڑا اور ڈیرہ غازیخان شہر میں داخل ہوگیا۔ پورا شہر سراپا احتجاج بن گیا۔ ڈویژن بھر کی پولیس نفری موجود تھی۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا اور شیعہ راہنما غضنفر علی کراروی لاہور والے اور تمام مکاتب فکر کے علماء نے پُر جوش تقاریر کیں۔ ڈیرہ غازیخان کا پاکستانی چوک بھر چکا تھا۔ شیر گڑھ میں مسلمانوں کے جلوس پر قادیانیوں کی گولیاں چلانے کے خلاف ایک احتجاجی جلوس پاکستانی چوک سے ڈی سی او کے دفتر کی طرف روانہ ہوا ادھر ملتان سے جمعہ پڑھا کر مولانا عبدالستار تونسوی بھی اس جلوس میں شامل ہوگئے۔

ڈی سی او کے دفتر پر مشہور قادیانی نواز ایس پی طلعت محمود پولیس لے کر کھڑا تھا۔ وہاں پر صوفی اللہ وسایا امیر جماعت ختم نبوت ڈیرہ غازیخان نے پُر جوش تقریر کی۔ ڈی سی او نے وعدہ کرنا چاہا کہ تین دن کے اندر مسجد سے لاش نکال دیں گے۔ خواجہ عبدالمناف صاحب نے اُس کی کلائی سے پکڑا کہ لکھ دو.... اتنے میں ایس پی طلعت محمود نے پولیس کو آنسو گیس اور لاٹھی چارج کا اشارہ کر دیا۔ بس پھر تو ایک قیامت خیز منظر بن گیا۔ تین سو کے قریب گرفتاریاں ہوئیں۔ کارکن شدید زخمی ہوئے۔ علامہ عبدالستار تونسوی پولیس کے تشدد سے شدید زخمی ہوگئے۔ مولانا صوفی اللہ وسایا صاحب کے عزیز رشتہ داروں کو ان کے گھر سے گرفتار کر لیا۔ ان کے تمام صاحبزادے بمع مولانا صاحبزادہ عبدالرحمن غفاری گرفتار ہوگئے۔ حضرت خواجہ عبدالمطلب تونسوی، خواجہ کوثر محمود صاحب کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ راقم الحروف اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید اور متعدد علماء کرام کو دوسرے دن اجلاس کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ پھر یہ تحریک ملک بھر میں پھیل گئی۔ ملتان، بہاولپور، بلوچستان، سندھ، سرحد اور لاہور میں بھی احتجاجی جلوس نکلنے شروع ہوگئے۔ آخرکار حکومت نے مجبور ہو کر شیر گڑھ اور گردونواح میں ایک کرفیو کا سماں پیدا کر کے ۴ رمارچ ۱۹۸۶ء بروز منگل کو اس قادیانی کی لاش کو مسجد سے نکال کر اُس کے گھر میں دفن کر دیا۔ یوں شاہ سلیمانؒ تونسوی کے پوتے خواجہ نظام الدین تونسویؒ کی دعا قبول ہوئی۔

امام اہل سنت مولانا عبدالستار تونسویؒ حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ حضرت کے روحانی اور خاندانی تعلقات خواجگان تونسہ شریف سے چلے آرہے تھے۔ اسی عقیدت کی بنیاد پر حضرت تونسوی کے جامعہ محمودیہ میں حضرت کے والدین نے داخل کرادیا۔ حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ کی ایماء پر ہی دارالعلوم دیوبند پڑھنے کے لئے بھیجا گیا۔ تحریک ختم نبوت سے حضرت کی وابستگی دیرینہ ہے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ساتھ ختم نبوت کے پروگراموں میں شریک ہوتے۔ صحت کے زمانہ میں ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں پہلے دن ظہر کی نماز کے بعد حضرت کا آخری بیان ہوتا تھا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء۔ ۱۹۷۴ء تحریک ناموس رسالت کے حوالہ سے ہر اوّل دستہ کا کردار ادا کرتے۔ ۱۹۸۶ء میں تحریک شیر گڑھ میں ڈیرہ غازیخان میں جب حضرت پر پولیس نے بے دردی سے لاٹھیاں چلائیں۔ حضرتؒ ہمت اور جرأت سے کھڑے ہی رہے اور اللہ اکبر اللہ اکبر زبان پر جاری تھا۔

زخمی حالت میں جب مولانا عبدالستار تونسوی صاحب کو نشتر ہسپتال ملتان میں داخل کرایا گیا۔ رات کو زخمی حالت میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ ایک موقع پر حضرتؒ نے فرمایا: ''میں نے پوری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے دفاع میں ہی گزاری حج عمرے کئے۔ تسبیح ورد وظائف کئے مگر دل کی حسرت اس ختم نبوت کے مسئلہ پر زخمی ہونے پر ہی پوری ہوئی۔''

ہماری جماعت ضلع ڈیرہ غازیخان کے امیر صوفی اللہ وسایا صاحب فرماتے تھے کہ اس جلوس میں علامہ عبدالستار تونسویؒ اور شیعہ راہنما غضنفر علی کراروی موجود تھے دشمن چاہتا تھا کہ ان دونوں میں سے ایک کو مار دیا جائے تاکہ اس تحریک کا رخ قادیانیوں کی بجائے شیعہ سنی فساد کی طرف موڑ دیا جائے۔ مگر اللہ پاک نے ختم نبوت کی برکت سے دشمن کی اس سازش کو ناکام بنادیا۔

۴ رمارچ ۱۹۸۷ء کو جامع مسجد مدینہ میں ایک سال بعد حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی اور حضرت خواجہ عبدالمناف تونسوی کی صدارت میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

برائے اظہار تشکر ہوئی۔ جس میں صاحبزادہ انوار الحسن ایڈووکیٹ، مولانا فضل الرحمن، مولانا عبدالعزیز قطبی، حق نواز خان قیصرانی ایڈووکیٹ، سردار محمد یوسف خان ایڈووکیٹ، سردار امیر عبداللہ خان میرانی ایڈووکیٹ، جناب عبدالستار خان جسکانی ایڈووکیٹ اور شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب تونسہ شریف کی دینی قیادت، تونسہ شریف کے خواجگان صاحبان شریک ہوئے۔ تحریک ختم نبوت کے حوالے سے خواجگان تونسہ، مشائخ تونسہ شریف اس کام کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ تحصیل بھر میں جب بھی کوئی پروگرام ہوتا ہے ان مشائخ کی سرپرستی حاصل ہوتی ہے اور ہر قسم کا بھرپور تعاون کرتے ہیں۔☆☆

تحریک ختم نبوت میں اصل کردار اکابرین امت کا ہے: حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم مختصر قیام کے لئے کراچی تشریف لائے۔ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ و دیگر اکابرین ختم نبوت نے چیدہ چیدہ علماء کرام اور کارکنان ختم نبوت کا ایک پروگرام ۲۶ رفروری ۲۰۱۴ء بروز بدھ مغرب تا عشاء جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ میں ترتیب دیا، جس میں حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ نے شرکت فرمائی۔ اس پروگرام کی مختصر رپورٹ مولانا عبدالحی مطمئن مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی نے مرتب کی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

پروگرام کا آغاز حافظ قاری سعید اللہ شمشیر صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ نعتیہ کلام مولانا محمد شعیب نے پیش کیا۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے اپنے بیان میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی جماعت مقدسہ کو مختلف متضاد صفات کا حسین مجموعہ بنایا تھا۔ آپس میں شیر وشکر، ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنے والے ''رحماء بینھم'' کے مصداق تھے، دشمن کے مقابلہ میں انتہائی سخت، غضبناک ''اشداء علی الکفار'' کا مصداق تھے۔ ہر مسلمان کی یہی شان ہونی چاہئے کہ مسلمان بھائی سے پیار ومحبت کرے، ان کی کوتاہیوں سے درگزر کرے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہر کافر خصوصاً قادیانی، مرزائی سے بغض و عداوت اور ان سے نفرت کو اپنی عادت وطبیعت بنائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ تحفظ ختم نبوت کی خاطر ہر دور میں عاشقان رسول نے بے مثال قربانیاں دے کر لازوال داستانیں رقم کیں۔ اس مشن پر امت مسلمہ نے سب کچھ قربان کرنے کو اپنے لئے سعادت سمجھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اکابرین کی انہی محنتوں کا تسلسل ہے، اپنے مشن سے جنون کی حد تک لگاؤ، اخلاص وللّٰہیت اور سنت طریقہ کا التزام، یہ وہ بنیادی اوصاف حمیدہ ہیں جس سے ہمارے اکابرین اور عاشقان رسول آراستہ و پیراستہ تھے، انہی اوصاف کی بدولت ہر محاذ پر اللہ تعالیٰ نے ان محافظین و خدام ختم نبوت کو کامیابی سے سرفراز فرمایا۔ آج ہم بھی تحفظ ختم نبوت کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کا عزم کرتے ہیں۔

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے اپنے ایمان افروز خطاب میں فرمایا کہ جس طرح کسی عمارت میں بنیاد کا کردار اہم ہوتا ہے، لیکن بنیادیں نظر نہیں آتیں اسی طرح تحریک ختم نبوت میں اصل کردار ہمارے اکابرین کا ہے۔ اگرچہ وہ اس وقت دنیا میں نہیں ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی چھوٹا دجال ہے، کیونکہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، بڑا دجال ربوبیت اور خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رفقاء جس طرح دجال زمانہ کے تعاقب میں ہیں۔ اسی طرح دجال اکبر کا تعاقب بھی یہی آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے ومستانے کریں گے۔ انشاء اللہ!

پروگرام میں مفتی سعید احمد اوکاڑوی، مفتی خالد محمود، مفتی محمد سلمان یاسین، مولانا محمد طیب لدھیانوی، مفتی عمر فاروق، مفتی ضیاء الرحمن، مولانا عبدالعزیز، مولانا عبدالقیوم قاسمی، مولانا سعید الرحمن، مولانا نورالرحیم، مولانا محمد عابد، مولانا عبداللہ شاہ، مولانا عبدالواحد، مولانا صالح کریم، مولانا محمد رضوان، مولانا محمود الحسن حقانی، مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی، مولانا احمد بلوچ، مولانا امداد اللہ، مولانا عارف اللہ، مولانا عبیداللہ، قاری ظفر اقبال، قاری ساجد محمود سمیت کثیر تعداد میں علماء کرام اور کارکنان ختم نبوت نے بڑی عقیدت سے شرکت کی۔ اجتماع حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی خصوصی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

تحفظ ختم نبوت کے لئے آگے بڑھئے!

ابراہیم حسین عابدی

اختلاف اگر حدود سے تجاوز نہ کرے تو وہ محمود ہوتا ہے جس طرح ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف اور اکابر کا اختلاف۔ یہ اختلاف مسائل میں ہوتا ہے اور اکثر بہتر اور بہترین، اولیٰ اور غیر اولیٰ کا ہوتا ہے۔ عقائد میں کسی امام کا اختلاف نہیں بلکہ پوری امت کا اس پر اتفاق ہے۔

عقائد میں ایک بڑا عقیدہ ختم نبوت کا ہے۔ یہ عقیدہ سو کے قریب آیات قرآنی اور دو سو دس کے قریب احادیث سے ثابت ہے، اس پر پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد نبوت کا تاج کسی کے سر پر نہیں سج سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی عاقبت نااندیش، بدبخت نے نبوت کا دعویٰ کیا پوری امت مسلمہ یک جان ہو کر اس کی بیخ کنی کے لئے برسر میدان اتر آئی۔

۱۹۰۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اسے مسلمانوں کے ایمان سے کھیلنے کے لئے عمل میں لایا گیا۔ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء کرام، قرآن مجید، صحابہ کرامؓ کی گستاخی کی گئی، جہاد کا انکار کیا گیا، مسلمانوں کے دلوں سے نبی علیہ السلام کی عظمت اور جہاد جیسے عظیم فریضہ کی اہمیت نکالنے کی جسارت کی گئی۔ اگر وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتے تو آج خاکم بدہن نام کے مسلمان ہی نظر آتے۔

رب العالمین! علماء کرام کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے بروقت اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے تن من دھن کی بازی لگائی۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا: ’’اگر اس فتنہ کے آگے بند نہیں باندھا گیا تو یہ سب کچھ بہا کر لے جائے گا۔‘‘

انہوں نے پیرانہ سالی میں ضعف کی پروا کئے بغیر جگہ جگہ قادیانیت و مرزائیت کا تعاقب کیا۔ اپنے آخری وقت علماء و طلباء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ’’ہم پوری زندگی مسلکی اختلاف میں لگے رہے، راجح مرجوح، اولیٰ اور غیر اولیٰ میں وقت صرف کرتے رہے، حالانکہ اگر کوئی مسلمان شافعی مسلک پر عمل کرے وہ بھی راہ راست پر ہے، حنبلی یا مالکی مسلک کی پیروی کرے اس کا مواخذہ بھی نہیں ہوگا، سارے مسالک حق پر ہیں، ہم مسلکی اختلاف میں الجھے رہے اور دشمن مسلمانوں کے ایمان سے کھیلتا رہا۔‘‘

قادیانیت کا کفر سات پردوں میں چھپا ہوا ہے، آپ یقین ہی نہیں کر سکتے ہیں یہ کتنے مکر و فریب سے، دجل و کید کے کھیت اُگا رہے ہیں، ہمارے علاقے میں ایک ڈاکٹر کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ حلقہ بگوش قادیان ہو چکا ہے۔ ساتھیوں نے معلومات کیں، کوئی ثبوت نہیں ملا۔ اس کا کمپوڈر تک انکاری تھا، اس کا کہنا تھا کہ مجھے اس کے ساتھ کام کرتے ہوئے کافی عرصہ ہو چکا ہے، میں نے آج تک کوئی ایسی انہونی بات نہیں دیکھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹروول سائٹ کے ساتھیوں نے جماعت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کو رپورٹ دی کہ یہ شخص قادیانی نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ متعدد باتیں سامنے آئیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قادیانی نہیں ہے بلکہ قادیانیوں سے نفرت کرتا ہے:

۱… اس نے اپنے متعلقین اور زیر اثر افراد میں بھی اپنے عقائد کی تبلیغ نہیں کی۔

۲… اپنی بیٹی مسلمان کے عقد میں دی ہے۔

۳… ختم نبوت کے ساتھیوں سے ہر قسم کا

ختم نبوت فری ڈسپنسری خوشاب

خوشاب (مولانا محمد اسلم مبلغ حلقہ خوشاب، میانوالی) ۱۱ فروری بروز منگل بعد نماز عصر صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد حفظہ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت فری ڈسپنسری کا محلہ بانڈیانوالہ خوشاب میں افتتاح فرمایا۔ افتتاحی تقریب سے حضرت مولانا قاری سعید احمد اسعد نے خطاب کیا اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کو انسانیت کی خدمت قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی رفاہی اداروں کی آڑ میں اپنے مذہب کے عقائد و نظریات کا پرچار کرنے کی سازش کرتے ہیں، لہٰذا ان سے ہوشیار رہا جائے۔ اس تقریب میں شہر خوشاب کے ڈی سی او کے علاوہ مولانا مفتی شاہد مسعود، مقامی سینکڑوں علماء و حفاظ و قراء حضرات اور عوام الناس نے شرکت کی۔ ڈسپنسری کی مکمل نگرانی ملک مظہر الحق کر رہے ہیں۔ آخر میں صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ العالی نے دعا فرمائی۔

تعاون کرنے کے لئے تیار ہے، حتیٰ کہ ختم نبوت لٹریچر تک اپنے ہسپتال میں رکھنے کی ہامی بھرلی ہے۔

مولانا قاضی احسان احمد نے یہ باتیں سن کر کہا کہ آپ کی پہلی بات کہ یہ اپنے ملنے جلنے والوں میں قادیانیت کا زہر نہیں پھیلاتا تو عرض ہے کہ یہ ان کا اصول ہے۔ مرزائی اپنے علاقے میں گند نہیں پھیلاتا، یہ دوسرے مرزائی ساتھی کی رہنمائی میں اس کے علاقے میں کام کرتا ہے۔ دوسری بات آپ نے یہ کہی کہ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح مسلمان شخص سے کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لوگ مرزائیت کے پرچار کے لئے کسی حد تک بھی جاسکتے ہیں، اس سے گھناؤنی حرکت بھی کرسکتے ہیں۔ اپنا رشتہ مسلمانوں کے ہاں کرنے میں ان کا یہ عقیدہ کارفرما ہے کہ کسی بھی وقت قادیانیت مسلمانوں کی فضا کو مکدر کرسکتی ہے، اور اس کی مثال بھی موجود ہے کہ قادیانیوں نے دھوکا دے کر اپنا رشتہ مسلمانوں کے ہاں دیا اور اگلی نسل میں مکرو فریب سے قادیانیوں کا زہر پھیلا دیا۔ آپ کی تیسری بات کا جواب میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ یہ اپنا باطل عقیدہ چھپانے اور کسی طرح اس کے نفاذ کے لئے نچلی سی نچلی سطح تک بھی جاسکتے ہیں۔ آپ ان کے سامنے ان کے کذاب مدعی نبوت کو جو جی میں آئے، گالی نکالیں یہ ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرلیں گے، حالانکہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ سی گستاخی بھی گناہگار سے گناہگار مسلمان برداشت نہیں کرتا۔ اب جب آپ لوگوں کی محنت کی وجہ سے اس کا پردہ کسی حد تک چاک ہوچکا ہے۔ قادیانی ہونے کی وجہ سے لوگ اس کے ہسپتال جانے سے احتراز برت رہے ہیں، اس وقت یہ آپ سے ہر طرح کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہوگا۔

ہمیں دامے درمے قدمے سخنے تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنا چاہئے۔ مال، جان اور ہر قسم کی قربانی کے لئے آگے بڑھنا چاہئے۔ ایک کام تو ہر مسلمان کو لازم کرلینا چاہئے، کسی صورت ترک نہیں کرنا چاہئے، وہ ہے تین نمبر کا استحضار:

۱:... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیں گے۔

۲:... محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب دجال ہیں جس طرح مرزا غلام احمد۔

۳:... قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ۔

ان تین نمبروں کا اپنے میل جول والوں سے مذاکرہ کریں، جس دکان میں قادیانی مصنوعات دیکھیں، اس دکان والے کو پیار محبت سے سمجھائیں کہ ہر قادیانی اپنے منافع کا دس فیصد حصہ قادیانیت کی تبلیغی فنڈ میں دیتا ہے۔ علماء کرام نے ان سے ہر قسم کے لین دین سے منع فرمایا ہے، ان سے بائیکاٹ ہماری ایمانی غیرت کا حصہ ہے۔ ☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، میانوالی

چپلاں.... (مولانا مفتی غضنفر ندیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع میانوالی چپلاں کے زیر اہتمام جامع مسجد مہاجرین میں ۲۶/جنوری ۲۰۱۴ء بروز اتوار کو بعد نماز عشاء تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے کانفرنس منعقد کی گئی، جس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، نعت رسول مقبول حافظ ابوبکر نے پیش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع میانوالی کے مبلغ مولانا محمد اسلم نفیس نے اس پروگرام کی غرض وغایت اور عقیدۂ ختم نبوت پر بیان کیا۔ اس کانفرنس کی صدارت صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کی۔ مہمان خصوصی مجاہد ختم نبوت مولانا محمد انور ہزاروی، اور مناظر اسلام مولانا مفتی شاہد مسعود تھے۔ مفتی صاحب نے اس موقع پر مقام نبوت پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آقا دو جہاں، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب آرام فرماتے تھے تو آپ کی آنکھ سوتی تھی جبکہ آپ کا قلب مبارک جاگتا تھا۔ میرے آقا ومولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ حسن و جمال رکھتے تھے، کیونکہ نبی اپنی امت کے تمام افراد سے حسین ہوتا ہے، جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا حال دیکھو کہ شکل وعقل کے اعتبار سے سب سے گھٹیا، دو آنکھوں میں سے ایک آنکھ نہیں، دو ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ کام کا نہیں، پانی کا گلاس تک نہیں اٹھا سکتا تھا، اس پر دعویٰ ہے کہ میں بعینہٖ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔

بھائیو! اپنے نبی کی ختم نبوت کا تحفظ کرنا اپنا فرض منصبی سمجھو، اس قافلۂ صدیقی کے مجاہد بنو، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سنگ چلو، یہ وہ قافلہ ہے جس میں کام کرنے کا بدلہ جنت ہے تو پھر آؤ اپنے اکابر کی اس بات کو سچ کر دکھاؤ کہ جب تک پوری دنیا میں ایک قادیانی بھی باقی رہا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شاہین اس کا تعاقب کرتے رہیں گے۔ شاہین ختم نبوت کی اس بات کو پوری دنیا سے اس طرح منوالیں کہ سانپ اور بچھو سے صلح ممکن ہے لیکن مرزائی سے نہیں۔ یہاں تک کہ وہ آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مان کر اور مرزے کی ذات پر چار حرف بھیج کر دائرۂ اسلام میں داخل ہوجائے۔ اس کانفرنس کا اختتام صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ کی دعا سے ہوا۔

خوش نصیب بھائی!

مولانا محمد علی صدیقی

۲۹؍ دسمبر ۲۰۱۳ء کو چھوٹے بھائی جمال عبدالناصر شاہد تقریباً صبح ۹ بجے صدیق کمپلیکس بھکر میں دو دن کومہ کی حالت میں رہنے کے بعد انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

عزیزم کو ۲۶؍ دسمبر کی شام چک نمبر ۱۳ دریا خان میں دائیں طرف برین ہیمرج ہوا اور اسی وجہ سے دائیں طرف فالج کا اٹیک بھی ہوگیا۔

عزیزم ۲۰؍ دسمبر ۲۰۱۳ء جمعۃ المبارک اپنے اور راقم کے سسر علی نواز مرحوم کے انتقال پر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے چھٹی لے کر بچوں سمیت گاؤں آیا ہوا تھا۔ کیا معلوم تھا کہ دس دن بعد خود اس دار فانی کو چھوڑ کر عالم بقا کی طرف کوچ کر جائے گا۔ بندہ کے لئے اس موضوع پر لکھنا کسی قیامت سے کم نہیں (حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ حوصلہ بڑھاتے رہتے ہیں کہ لکھا کرو) اور پھر کسی کی جدائی کا مضمون تو اور بھی تکلیف دہ عمل ہوتا ہے راقم کی والدہ مارچ ۲۰۰۲ء میں انتقال کر گئی تھیں۔ آج تک ان پر ایک لفظ بھی نہیں لکھ سکا حالانکہ آج جو عقیدہ ختم نبوت کے محاذ پر ہمارا گھرانہ کام کر رہا ہے۔ وہ اسی کی دعاؤں اور صبر کا نتیجہ ہے۔

عزیزم جمال عبدالناصر ۲۶؍ دسمبر کو بعد از ظہر ایک بار پھر گھر بھکر سے چک نمبر ۱۳ گیا اور راقم نے میر پور خاص کے لئے ملتان کے راستہ سفر شروع کیا کہ حلقہ میں جا کر کام کروں۔ ملتان جنرل بس اسٹینڈ سے عادل شاہ کی سیٹ بک کرائی شام ۵:۳۰ کی، ملتان دفتر اس لئے نہیں گیا کہ ربیع الاول کے آخر میں اجلاس ہے اس میں آنا ہے۔

سوا پانچ بجے جنرل بس اسٹینڈ پہنچا بس میں بیٹھا، مولانا مختیار احمد مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت کی کال آئی کہ نگر پارکر میں قادیانی شرارت کر رہے ہیں ان کو کام کی ترتیب سمجھائی اسی دوران گھر سے کال آئی عزیزم کی علالت اور اٹیک ہونے کی اطلاع ملی۔ عادل شاہ کوچ سے اتر کر دوبارہ بھکر کا سفر شروع کیا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ اور مولانا اللہ وسایا صاحب کو اطلاع کر دی۔ والد گرامی ڈاکٹر دین محمد فریدی گھر سے صدیق کمپلیکس ہسپتال ڈاکٹر عبدالستار لودھراں والے کے پاس لے کر پہنچے رات بارہ بجے ہسپتال پہنچا عزیزم کو دیکھا شاید دوائی کا اثر تھا۔ پرسکون سویا ہوا تھا رات تیمارداری میں گزاری، عزیزم مولوی محمود حسن اور عزیزم لیاقت علی اور والد صاحب کو آرام کرایا، خود جاگا دن میں ڈاکٹر عبدالستار سے مریض کی صحت کے بارے میں تبادلہ خیال ہوا انہوں نے سٹی اسکین کرانے کا کہا وہ کرایا تو دائیں طرف دماغ متاثر نظر آیا۔ والد صاحب چونکہ ایک طویل عرصہ سے بھکر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں سرگرم عمل ہیں ایک وسیع حلقہ رکھتے ہیں۔ ان میں بہت سے ڈاکٹر حضرات بھی ہیں وہ عیادت کے لئے آتے رہے ان سے بھی مشاورت ہوتی انہوں نے اسی جگہ بھکر رہ کر علاج کرانے کو ترجیح دی اسی لئے کہ وہ حالت تسلی بخش قرار نہیں دے رہے تھے۔ اور ہم کو بھی آگاہ نہیں کر رہے تھے لیکن حالات کے مدنظر ہم نے اپنے آپ کو تیار کیا ہوا تھا۔ بس علاج کے ساتھ دعاؤں کے اہتمام کا کہتے تھے۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ فرما چکے تھے کہ عزیزم کو ملتان علاج کے لئے لے آئیں۔ علاج بھی ہوتا رہا اور والد صاحب پیرومرشد حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ سے رابطہ میں، اور دعائیں خانقاہ سراجیہ، خانقاہ موسیٰ زئی شریف، خانقاہ احمدیہ سراجیہ داؤد بالا اور جماعتی حلقہ احباب نے خوب کیں، والد گرامی نے تو ۲۶؍ دسمبر شام سے ۲۹؍ دسمبر صبح ۹ بجے تک ہسپتال میں (صرف نماز کے لئے مسجد جاتے تھے ورنہ عزیزم کے کمرہ میں) ڈیرہ لگا لیا تھا۔ دعائیں سورہ یاسین اور وظائف دلائل الخیرات مولائے کریم ورحیم سے عرض داشت کا اہتمام۔ ہم دنیاوی صحت کے لئے اللہ سے رجوع کر رہے اور مولائے کریم ورحیم نے ان کو دائمی تمام بیماریوں سے چھٹکارہ دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

۲۹؍ دسمبر ۲۰۱۳ء کو سوا آٹھ بجے ڈاکٹر صاحب چیک اپ کے لئے تشریف لائے تو والد صاحب نے پرنم آنکھوں سے پوچھا ”ڈاکٹر صاحب! عزیزم آنکھیں کب کھولے گا؟ اور بولے گا کب؟“ تو ڈاکٹر صاحب کے منہ سے بے ساختہ نکلا، ایسا معجزہ ہی ہوسکتا ہے۔ چیک اپ کے بعد ڈاکٹر نے دوائی اور خوراک دینے کا کہا تو راقم نے عزیزم کو اپنے ہاتھوں سی دوا اور خوراک دی، آدھا گلاس غذا کا نارمل انداز

میں لیا، راقم نے اہلیہ کو کہا کہ اب ہم گھر چلتے ہیں۔ بندہ سامان سیٹ کرنے لگا اور اہلیہ نے سورہ یاسین پڑھنی شروع کی ابھی مکمل نہیں کر پائی کہ عزیزم جمال عبدالناصر کی طرف دیکھا تو عزیزم پرسکون انداز میں دنیا کی تمام بیماریوں اور تکلیفوں سے آزاد ہو کر دائمی صحت حاصل کر کے رب رحیم وغفور کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کر چکے تھے یوں آخرت کے عالم میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک کارکن حضرت خواجہ خواجگان خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ کے حلقہ میں چلا گیا۔

کڑے سفر کا تھکا مسافر
تھکا ہے ایسا کہ سو گیا ہے
خود اپنی آنکھیں تو بند کر لیں
ہر آنکھ لیکن بھگو گیا ہے

عزیزم جمال عبدالناصر ۲۷ر ستمبر ۱۹۷۱ء کو ہرنولی شہر میں پیدا ہوا۔ عزیزم راقم سے چار سال چھوٹا تھا۔ مجھے اس کی پیدائش بہت اچھی طرح یاد ہے تقریباً مغرب عشاء کے درمیان اس دنیا میں آیا، ان دنوں ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ لگی ہوئی تھی پورا ملک بلیک آؤٹ تھا اب ہمیں روشنی کی گھر میں اشد ضرورت، والد صاحب نے تمام دروازے اور کھڑکیاں رنگ دار کپڑوں سے بند کیں پھر لیمپ روشن کیا بجلی کا تصور ہی نہیں تھا۔

اس کے بعد ۱۹۷۲ء میں والد صاحب حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ہرنولی چھوڑ کر رکھ مبونہ خانسر کے علاقہ میں فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں آ گئے۔ عزیزم نے ابتدائی تعلیم اسکول کی وہیں شروع کی راقم ۱۹۸۰ء میں دینی تعلیم کے لئے خانقاہ سراجیہ آ گیا ۱۹۸۸ء میں ایک بار پھر حضرت رحمۃ اللہ کے حکم پر والد صاحب بھکر آ گئے عقیدہ ختم نبوت کا کام عالمی مجلس ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے باضابطہ شروع کیا۔ عزیزم نے بھکر میں میٹرک کیا والد صاحب کی خواہش پر بی کام میں داخلہ لیا۔ لیکن مکمل کورس نہیں کیا۔ ملتان دفتر میں حساب کتاب لے لئے ایک ساتھی کی ضرورت تھی حضرت ناظم اعلیٰ صاحب مدظلہ سے درخواست کی ان دنوں بندہ خود دفتر ختم نبوت راولپنڈی دفتر ہوتا تھا والد صاحب کو اطلاع دی عزیزم کو ملتان بھیجا، حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے کمال شفقت کا مظاہرہ فرمایا ۱۹۹۴ء سے ۲۰۱۳ء تک ۲۱ سال اپنے زیر سایہ رکھا جس طرح پہلے دن پیار سے مسکرا کر سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا تھا۔ یوں ہی ۲۹ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو پرنم آنکھوں سے سر پر ہاتھ پھیر کر شام ۸ بجے نماز جنازہ کی تکبیرات کہتے ہوئے مولائے کریم کے بارگاہ میں مغفرت کی سفارش کرتے ہوئے پیش کر دیا۔

عزیزم کا بیعت کا تعلق حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ سے تھا ان کی رحلت کے بعد موجودہ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ سے کیا۔ اور راقم سے زیادہ عزیزم جمال عبدالناصر کا تعلق حضرت مخدوم زادہ لالہ عزیز احمد صاحب مدظلہ اور پیر مرشد صاحب مدظلہ مخدومی لالہ رشید احمد، مخدومی لالہ سعید احمد اور مخدومی لالہ نجیب احمد سے تو انتہائی نیازمندانہ تعلق تھا۔

عزیزم کے انتقال کی خبر سن کر حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری مدظلہ نے مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حافظ عبدالستار کے ہمراہ ملتان سے بھکر کا سفر کیا اور ظہر سے قبل بھکر پہنچ کر والد گرامی کو سینے لگا کر ان کے غم کو ہلکا کیا۔ مجلس بھکر کے مبلغ مولانا عبدالخالق صاحب مجلس بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی بھی نماز جنازہ میں بھکر پہنچے۔

حضرت نائب امیر مرکزیہ لالہ عزیز احمد صاحب کو اطلاع کی فوراً فرمایا کہ میں خانقاہ میں ہوں جنازہ پر پہنچ رہا ہوں اور تشریف لائے، عزیزم کے سرہانے کھڑے ہو کر چہرہ دیکھا راقم نے نماز جنازہ پڑھانے کا عرض کیا چونکہ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کا علم ہوا تو فرمانے لگے نہیں حضرت جنازہ پڑھائیں گے۔ عزیزم کبھی دل برداشتہ ہو کر مجلس کی ملازمت سے الگ ہونے کا ارادہ کرتا اور حضرت لالہ عزیز احمد صاحب سے عرض کرتا تو لالہ جی فرماتے ”مجلس چھوڑنے کا تصور بھی نہ کرنا۔“ الحمدللہ! عزیزم نے ایفائے عہد کیا۔ اکابرین اور حاضرین جنازہ کو دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکلا ”میرا خوش نصیب بھائی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کریم، عزیزم کے جنازہ پر پرنم ہاتھ باندھ کر مولائے کریم ورحیم سے سفارش کر رہی ہے اور مولائے کریم ورحیم نے یقیناً ضرور بخش دیا ہوگا۔

رحلت کے بعد عزیزم کا چہرہ اتنا پرسکون تھا زندگی میں شاید ایسا نہیں رہا۔ عزیزم کو بیماریوں نے توڑ کر رکھ دیا تھا دل۔ جگر۔ تلی اور پھر ملٹی نیشنل کمپنیوں کی دوائیوں کے اثرات۔ عزیزم کو سسر کی علالت والی اطلاع پر جو بعد میں ان کی موت کی اطلاع ثابت ہوئی رخصت ملی، جمعہ کا دن تھا۔ قبل از جمعہ دفتر آئے، پورا حساب جو ان کے پاس تھا اس کو ٹھیک لکھا، رقم جتنی تھی سب سیٹ کر سیف میں رکھی جس کا جامع لین دین تھا رجسٹر میں درج کیا۔ یوں مولائے کریم تیاری کرا رہا تھا وہ اپنے خیال میں سسر کے لئے جانے کی تیاری کر رہے تھے لیکن مولائے کریم دنیا کے حساب کی تیاری کرا کر آخرت کے حساب کی آسانی کر رہے تھے۔

عزیزم کی خوش نصیبی پر کیا کچھ لکھوں، میرے حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب خانقاہ سراجیہ نہیں تھے۔ والد گرامی رابطہ میں تھے، راقم نے عرض کیا کہ یکم ربیع الاول ۱۴۳۵ھ ۳۰ر جنوری ۲۰۱۴ء کو عزیزم کے دو چھوٹے بچے لے کر خانقاہ سراجیہ حاضری دیں اور بچوں کے لئے دعا کرائیں، حاضر ہوئی حضرت نے کمال شفقت فرمائی لیکن ہفتہ کی شام ۲ ربیع الاول کو راقم کے موبائل پر حضرت کی کال آئی اور پوچھا: کہاں ہو؟ خادم نے عرض کیا: بھکر تو حضرت نے فرمایا کہ کل

لیے ختم نبوت کانفرنس ہے اس میں جانا ہے اس سے قبل آپ کے پاس آؤں گا تعزیت کے لیے والد صاحب کو کہیں زیادہ اطلاع نہ کریں، واہ میرے بھائی! پیرو مرشد تیری تعزیت اور والد صاحب کو حوصلہ دینے کے لئے تشریف لائے اور عزیزم کے چاروں بچوں کو سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔

مجلس ختم نبوت کے حضرات مبلغین اور جماعتی رفقاء نے پورے ملک میں ایصال ثواب کا مسنون خصوصاً مدرسہ ختم نبوت چناب نگر میں مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد احمد صاحب نے کئی بار اہتمام کیا۔ راقم کے حلقہ سندھ میں جس جماعتی دوست کو خبر ملی اس نے اپنی ذمہ داری پر ایصال ثواب کا اہتمام کیا۔ حضرت مفتی خالد محمود صاحب اقرا روضۃ الاطفال کے ذمہ دار ہیں انہوں نے پورے ملک میں پھیلی ہوئی اقرا کی شاخوں میں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے مبلغ مولانا مفتی محمود صاحب نے وہاں پر۔ اور اس کے ساتھ مجلس کے شوریٰ کے رکن قاری خلیل احمد بندھانی صاحب نے جامع مسجد سکھر میں جمعہ کے اجتماع میں مسنون ایصال ثواب کا اہتمام کیا اور عزیزم کی بلندی درجات کی دعا کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص کے معاون جناب محمد صابر صدیقی ان کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ سے ہے انہوں نے مولانا محمد شاہد صاحب کے ذریعہ عزیزم کی رحلت کی اطلاع اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے تعلق سے تعارف کرایا، اس طرح دارالعلوم دیوبند میں بھی عزیزم کی بلندی درجات کی دعا کا اہتمام ہوا۔

عزیزم چند سال جماعت کی طرف سے دفتر ختم نبوت کراچی میں بھی رہا اس وقت عزیزم کی ڈاڑھی مسنون نہیں تھی اور کالج کی زندگی کے اثرات تھے کئی بار کہا لیکن خاموشی، کراچی جانے پر سمجھایا کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اس کا اہتمام کراتے ہیں۔ لیکن پھر خاموشی، کراچی میں حضرت کی نگرانی میں کام ایک دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ گاڑی سے اتر کر دفتر تشریف لا رہے تھے احباب مصافحہ کررہے تھے عزیزم نے بھی مصافحہ کیا تو حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے چہرہ دونوں ہاتھوں لے کر محبت سے فرمایا: ''میاں ناصر اس کو سنت کے مطابق کرلو'' بس وہ دن اور پھر ڈاڑھی سنت کی مطابق رہی تا رحلت۔

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ سے بہت محبت تھی اور حضرت بھی کمال کی شفقت فرماتے تھے، عزیزم چند سال قبل دل کے عارضہ میں مبتلا ہوئے، حضرت مولانا جلال پوری شہیدؒ نے ان کو بچوں سمیت کراچی بلوایا اور بچوں کی طرح علاج کرایا عزیزم کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا تو اس کا نام لاریب رکھا کچھ دن بعد حضرت جلال پوری کی شہادت ہوگئی ان کے ہمراہ ان کا بیٹا حذیفہ بھی شہید ہوا تو عزیزم نے اس بچے کا نام بدل کر حذیفہ رکھا۔ عزیزم کو انتقال سے گیارہ ماہ قبل ایک اور بیٹا ہوا تو اس کا نام حضرت جلال پوری شہیدؒ کے بیٹے احمد کے نام پر احمد رکھا۔ انشاء اللہ یہ نسبتیں کام آئیں گی۔

تمام جماعتی احباب سے درخواست ہے کہ اللہ کے حضور دعا کریں کہ مولائے کریم و رحیم عزیزم کے بچوں کا خود محافظ اور نگران ہو اور ان کو عالم باعمل اور صالح بنائے۔ اور راقم کے والد ڈاکٹر دین محمد فریدی اور عزیزم کی اہلیہ کو اور پسماندگان کو اس صدمہ پر اجر عظیم عطا فرمائیں آمین۔ ☆☆

عدالتی حکم کے باوجود مسرور قادیانی، چیف ایڈیٹر جنگ کے خلاف مقدمہ درج نہ ہوسکا

مسرور قادیانی نے خود کو مسلمان ظاہر کیا، مقامی اخبار نے خبر لگا کر جذبات مجروح کیے: درخواست گزار

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج شرقی کی جانب سے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد قادیانی کی طرف سے شعائر اسلامی استعمال کرنے کے خلاف مقدمہ درج کرنے کے احکامات پر ۱۶ ماہ گزرنے کے باوجود عمل درآمد نہیں ہوسکا ہے۔ فاضل عدالت نے ۴ر ستمبر ۲۰۱۲ء کو مقامی اخبار جنگ کے چیف ایڈیٹر، پرنٹر اور مسرور احمد قادیانی کے خلاف تھانہ بریگیڈ کے ایس ایچ او کو مقدمہ درج کرنے کے احکامات جاری کیے تھے۔ تفصیلات کے مطابق ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج شرقی کی عدالت نے مقامی اخبار جنگ میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد قادیانی کا بیان اور اپنے عقائد کی تشہیر کرنے کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرکولیشن منیجر محمد انور رانا کی جانب سے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۲-اے کے تحت مقامی اخبار جنگ کے چیف ایڈیٹر، پرنٹر اور قادیانیوں کے سربراہ مرزا مسرور احمد قادیانی کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی درخواست دائر کی گئی تھی۔ جس پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج شرقی نے ۴ر ستمبر ۲۰۱۲ء کو تھانہ بریگیڈ کے ایس ایچ او کو مذکورہ افراد کے خلاف مقدمہ درج کرنے کے احکامات جاری کیے تھے۔ تاہم عدالتی احکامات ۱۶ ماہ کا طویل عرصہ گزرنے جانے کے باوجود مذکورہ افراد کے خلاف مقدمہ درج نہیں ہوسکا ہے اور عدالتی حکم میں غیر ضروری تاخیر کی جارہی ہے۔ درخواست گزار نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ کے توسط سے دائر کردہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۲-اے کی درخواست میں جنگ اخبار کے چیف ایڈیٹر، پرنٹر اور مرزا مسرور احمد قادیانی کو فریق بناتے ہوئے موقف اختیار کیا تھا کہ مقامی اخبار نے ۱۳ر اکتوبر ۲۰۱۲ء کی اشاعت میں قادیانیوں کے سربراہ مرزا مسرور احمد قادیانی سے متعلق خبر بمعہ تصویر شائع کی تھی جس میں مسرور احمد قادیانی نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے اپنے عقائد کا پرچار کیا تھا جبکہ دستور پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے اور وہ کسی بھی قسم کے عقائد کی تبلیغ نہیں کرسکتے اور نہ ہی خود کو مسلمان ظاہر کرسکتے ہیں، اور نہ ہی اسلامی شعائر استعمال کرسکتے ہیں، مقامی اخبار کے اس اقدام کی وجہ سے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ اس ضمن میں رابطہ کرنے پر منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ نے نمائندہ امت کو بتایا کہ...... اب تک مقدمہ درج نہیں ہوسکا ہے جبکہ مذکورہ عدالتی حکم بھی تھانے کو بھیج دیا گیا تھا۔

(روزنامہ امت کراچی، ۲۲ر فروری ۲۰۱۴ء)

خبروں پر ایک نظر

حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ العالی کے ہمراہ ایک نشست

کراچی....(مولانا عبدالرؤف) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم خدام ختم نبوت حلقہ دہلی کالونی کی دعوت پر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی) کے ہمراہ تشریف لائے۔ آپ کی آمد سے قبل پیر طریقت حافظ عبدالقیوم نعمانی اپنے صاحبزادہ ابوبکر نعمانی کے ہمراہ تشریف لاچکے تھے۔ حضرت امیر مرکزیہ کے آنے کے چندلمحات بعد دسترخوان چنا گیا۔ اس مجلس میں مفتی خالد محمود، قاری فیض اللہ چترالی، مولانا قاضی احسان احمد، راقم الحروف، سید انوارالحسن، آفتاب احمد، برادر مکرم محمد اعجاز اور علاقائی خدام ختم نبوت بھی موجود تھے، احباب گرامی نے کھانا تناول کیا۔

حافظ عبدالقیوم نعمانی صاحب نے حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ کے سامنے خدام ختم نبوت سے متعلق کلمات تحسین پیش کئے اور بتایا ہمارے اس حلقہ کو یہ انفرادیت اور خصوصیت حاصل ہے کہ یہاں کا شعبہ خواتین بھی تحفظ ختم نبوت کے کام میں اپنے مرد حضرات سے کم نہیں ہے۔ حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ نے اس نشست میں دو باتیں ارشاد فرمائیں:

ایک یہ کہ تحفظ ختم نبوت کی خدمت عطیہ خداوندی ہے۔ یہ اس بادشاہ کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں نوکر رکھ لیا وگرنہ اس کے لئے نوکروں کی کمی نہیں، یہ ان کا فضل اور عنایت ہے۔

دوسری یہ کہ یہ کام اتنا عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ اس میدان عشق ومحبت میں وہ قدم جماتے ہیں جنہیں اللہ توفیق نصیب فرماتے ہیں۔ اس توفیق کے ملنے پر حضرت مدظلہ نے قرآن کریم سے بطور استشہاد حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ پیش کیا، جسے فوائد عثمانی سے مکمل درج کیا جاتا ہے:

''سیدنا داؤد علیہ السلام بڑے مدبر و دانا تھے، ہر بات کا فیصلہ بڑی خوبی سے کرتے اور بولتے تو نہایت فیصلہ کن تقریر ہوتی تھی۔ بہرحال حق تعالیٰ نے ان کو نبوت حسن تدبیر قوت فیصلہ اور طرح طرح کے علمی و عملی کمالات عطا فرمائے تھے۔ لیکن امتحان وابتلاء سے وہ بھی نہیں بچے۔ جس کا قصہ آگے بیان کرتے ہیں: حضرت داؤد (علیہ السلام) نے تین دن کی باری رکھی تھی، ایک دن دربار اور فصل خصومات کا، ایک دن اپنے اہل وعیال کے پاس رہنے کا، ایک دن خالص اللہ کی عبادت کا، اس دن خلوت میں رہتے تھے، دربان کسی کو آنے نہ دیتے، ایک دن عبادت میں مشغول تھے کہ ناگاہ کئی شخص دیوار پھاند کر ان کے پاس آ کھڑے ہوئے داؤد علیہ السلام باوجود اپنی قوت وشوکت کے یہ ناگہانی ماجراء دیکھ کر گھبرا اٹھے کہ یہ آدمی ہیں یا کوئی اور مخلوق ہے۔ آدمی ہیں تو ناوقت آنے کی ہمت کیسے ہوئی؟ دربانوں نے کیوں نہیں روکا؟ اگر دروازے سے نہیں آئے تو اتنی اونچی دیواروں کو پھاندنے کی کیا سبیل کی ہوگی، خدا جانے ایسے غیر معمولی طور پر کس نیت اور کس غرض سے آئے ہیں۔ غرض اچانک یہ عجیب و مہیب واقعہ دیکھ کر خیال دوسری طرف ہٹ گیا اور عبادت میں جیسی یکسوئی کے ساتھ مشغول تھے قائم نہ رہ سکی۔ آنے والوں نے کہا کہ آپ گھبرائیے نہیں اور ہم سے خوف نہ کھائیے، ہم دو فریق اپنے ایک جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ہم میں منصفانہ فیصلہ کردیجئے، کوئی بے راہی اور ٹالنے کی بات نہ ہو، ہم عدل و انصاف کی سیدھی راہ معلوم کرنے کے لئے آئے ہیں (شاید گفتگو کا یہ عنوان دیکھ کر حضرت داؤد اور زیادہ متعجب ہوئے ہوں) یعنی جھگڑا یہ ہے کہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے ہاں صرف ایک دنبی ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک بھی کسی طرح مجھ سے چھین کر اپنی سو پوری کرلے، اور مشکل یہ آن پڑی ہے کہ جیسے مال میں یہ مجھ سے زیادہ ہے بات کرنے میں بھی مجھ سے تیز ہے، جب بولتا ہے تو مجھ کو دبالیتا ہے اور لوگ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملادیتے ہیں۔ غرض میرا حق چھیننے کے لئے زبردستی کی باتیں کرتا ہے۔ حضرت داؤد (علیہ السلام) نے باقاعدہ

شریعت ثبوت وغیرہ طلب کیا ہوگا، آخر میں یہ فرمایا کہ بے شک (اگر یہ تیرا بھائی ایسا کرتا ہے تو) اس کی زیادتی اور ناانصافی ہے۔ چاہتا ہے کہ اس طرح اپنے غریب بھائی کا مال ہڑپ کر جائے (مطلب یہ کہ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے) یعنی شرکاء کی عادت ہے ایک دوسرے پر ظلم کرنے کی، قوی حصہ دار چاہتا ہے کہ ضعیف کو کھا جائے۔ صرف اللہ کے ایمان دار اور نیک بندے اس سے مستثنیٰ ہیں، مگر وہ دنیا میں بہت ہی تھوڑے ہیں۔ یعنی اس قصہ کے بعد داؤد کو تنبہ ہوا کہ میرے حق میں یہ ایک فتنہ اور نہایت امتحان تھا، اس خیال کے آتے ہی اپنی خطا معاف کرانے کے لئے نہایت عاجزی کے ساتھ خدا کے سامنے جھک پڑے۔ آخر خدا نے ان کی وہ خطا معاف کردی۔ داؤد علیہ السلام کی وہ خطا کیا تھی؟ جس کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے اس کے متعلق مفسرین نے بہت سے لمبے چوڑے قصے بیان کئے ہیں، مگر حافظ عمادالدین ابن کثیرؒ ان کی نسبت لکھتے ہیں: ''قد ذکر المفسرون ھھنا قصة اکثر ھاما خوذ من الاسرائیلیات ولم یثبت فیھا عن المعصوم حدیث یجب اتباعه'' اور حافظ ابو محمد ابن حزم نے کتاب الفصل میں بہت شدت سے ان قصوں کی تردید کی ہے۔ باقی ابو حیان وغیرہ نے ان قصوں سے علیحدہ ہوکر آیات کا جو محمل بیان کیا ہے وہ بھی تکلف سے خالی نہیں۔ ہمارے نزدیک اصل بات وہ ہے جو ابن عباسؓ سے منقول ہے، یعنی داؤد علیہ السلام کو یہ ابتلا ایک طرح کے اعجاب کی بنا پر پیش آیا، صورت یہ ہوئی کہ داؤد علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ: اے پروردگار! رات اور دن میں کوئی ساعت ایسی نہیں جس میں داؤد کے گھرانے کا کوئی نہ کوئی فرد تیری عبادت (یعنی نماز یا تسبیح وتکبیر) میں مشغول نہ رہتا ہو، (یہ اس لئے کہا کہ انہوں نے روز وشب کے چوبیس ۲۴ گھنٹے اپنے گھر والوں پر نوبت بہ نوبت تقسیم کر رکھے تھے تاکہ ان کا عبادت خانہ کسی وقت عبادت سے خالی نہ رہنے پائے) اور بھی کچھ اس قسم کی چیزیں عرض کیں (شاید اپنے حسن انتظام وغیرہ کے متعلق ہوں گی) اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوئی، ارشاد ہوا کہ داؤد یہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے، اگر میری مدد نہ ہو تو اس چیز پر قدرت نہیں پاسکتا۔ (ہزار کوشش کرے نہیں نباہ سکے گا) قسم ہے اپنے جلال کی میں تجھ کو ایک روز تیرے نفس کے سپرد کردوں گا (یعنی اپنی مدد ہٹالوں گا، دیکھیں اس وقت تو کہاں تک اپنی عبادت میں مشغول رہ سکتا اور اپنا نظام قائم رکھ سکتا ہے) داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ: اے پروردگار! مجھے اس دن کی خبر کردیجئے، بس اسی دن فتنہ میں مبتلا ہوگئے (اخرج ھذا الاثر الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد واقربه الذھبی فی التلخیص) یہ روایت بتلاتی ہے کہ فتنہ کی نوعیت صرف اسی قدر ہونی چاہئے کہ جس وقت داؤد عبادت میں مشتغل ہوں باوجود پوری کوشش کے مشتغل نہ رہ سکیں اور اپنا انتظام قائم نہ رکھ سکیں۔ چنانچہ آپ پڑھ چکے کہ کس بے قاعدہ اور غیر معمولی طریقہ سے چند اشخاص نے اچانک عبادت خانہ میں داخل ہوکر حضرت داؤد کو گھیر لیا اور ان کے شغل خاص سے ہٹا کر اپنے جھگڑے کی طرف متوجہ کرلیا۔ بڑے بڑے پہرے اور انتظامات ان کو داؤد کے پاس پہنچنے سے نہ روک سکے۔ تب داؤد کو خیال ہوا کہ اللہ نے میرے اس دعوے کی وجہ سے اس فتنہ میں مبتلا کیا۔ لفظ فتنہ کا اطلاق اس جگہ تقریباً ایسا سمجھو جیسے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما بچپن میں قمیص پہن کر لڑکھڑاتے ہوئے آرہے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے دیکھا اور خطبہ قطع کرکے ان کو اوپر اٹھالیا اور فرمایا: ''صدق اللّٰه انما اموالکم واولادکم فتنة'' بعض آثار میں ہے کہ بندہ اگر کوئی نیکی کرکے کہتا ہے کہ: ''اے پروردگار! میں نے یہ کام کیا، میں نے صدقہ کیا، میں نے نماز پڑھی، میں نے کھانا کھلایا'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور میں نے تیری مدد کی اور میں نے تجھ کو توفیق دی'' اور جب بندہ کہتا ہے کہ اے پروردگار تو نے مدد کی، تو نے مجھ کو توفیق بخشی اور تو نے مجھ پر احسان فرمایا، تو اللہ کہتا ہے ''اور تو نے عمل کیا تو نے ارادہ کیا تو نے یہ نیکی کمائی۔'' (مدارج السالکین، ج:۱، ص:۹۹) اسی سے سمجھ لو کہ حضرت داؤد علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کا اپنے حسن انتظام کو جتلاتے ہوئے یہ فرمانا کہ: اے پروردگار! رات دن میں کوئی گھڑی ایسی نہیں جس میں میں یا میرے متعلقین تیری عبادت میں مشتغل نہ رہتے ہوں، کیسے پسند آسکتا تھا، بڑوں کی چھوٹی چھوٹی بات پر گرفت ہوتی ہے۔ اسی لئے ایک آزمائش میں مبتلا کردیئے گئے تاکہ متنبہ ہوکر اپنی غلطی کا تدارک کریں۔''

(از تفسیر عثمانی ف:۱۳، ص:۶۰۳، ف:۷، ص:۶۰۱)

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا **عبدالمجید لدھیانوی** صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ **خواجہ عزیز احمد** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا **عزیز الرحمن** جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4783486, 061-4583486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ